هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی

سالانہ ـ ششماہی ـ بیرون ہند

قیمت فی پرچہ ۱/ ـ احمد خان احمدی

تاریخہائے اشاعت:۔ ہر انگریزی ماہ کی ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ شعبان ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۱ ماہ تبوک ۱۳۱۹ھش مطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۴۰ء | نمبر ۳۵

دارالامان کا ہفتہ

(۱) قادیان ۱۹ تبوک ۱۳۱۹ھش۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب شملہ سے ۱۶ تاریخ کے خط میں لکھتے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت دوران سفر میں ناساز رہی۔ اور اب بھی علیل ہے حضور کو پیچش کے علاوہ حرارت کی شکایت بھی ہو جاتی ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔ اور سیدہ ام طاہر احمد صاحب حرم ثانی حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کو بھی دوران سفر میں بہت تکلیف رہی۔ اور کل سے زیادہ طبیعت خراب ہے۔ نیز صاحبزادی امۃ القیوم بیگم صاحبہ کو دو تین روز تیز بخار رہا۔ آج خدا کے فضل سے افاقہ ہے۔ صحت کاملہ کے لئے دعا کی جائے۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

پتہ صاف لکھیں:۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف جو خطوط لکھا کریں۔ ان پر اپنا نام اور پتہ صاف اور خوشخط الفاظ میں لکھا کریں۔ تا انہیں جواب نہ ملنے کی شکایت کا موقعہ نہ ملے۔ (قائم مقام اسسٹنٹ پرائیویٹ سکرٹری)

(۱) بقایا داران چندہ خلافت جوبلی فنڈ اپنے وعدے جلد پورے کریں (۲) جو احباب اس تحریک میں پہلے شامل نہیں ہو سکے۔ اب حصہ لیکر ثواب حاصل کریں۔

(ناظر بیت المال)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ جمعہ مورخہ ۲ اگست سنہ ۱۹۴۰ء

تحریک جدید کے چندہ کی ادائیگی میں سُستی اور غفلت کو ترک کر دیں

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے متواتر جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ کہ

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچنے والا

وہی نیک کام ہوا کرتا ہے۔ جو استقلال کے ساتھ کیا جائے۔ اور جس کے کرنے سے کرنے والے کے ایمان میں زیادتی ہوتی جاتی ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی کام کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا جواب نہ دیا جائے معمولی غیرت والا کوئی شریف انسان بھی یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ دوسرے انسان کے احسان کے نیچے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ یہ کس طرح برداشت کر سکتا ہے۔ کہ بندہ اس پر احسان کرتا جائے۔ اور وہ خاموش بیٹھا رہے۔ وہ ضرور اس کا بدلہ دیتا ہے۔ ہاں اس کا بدلہ ہر شخص کے حالات کے مطابق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ یعنی ہم امداد کرتے ہیں۔ مدد دیتے ہیں۔ نصرت اور تائید کرتے ہیں ہر ایک کی۔ کافر کی مدد کرتے ہیں کافر کے رنگ میں۔ اور مومن کی مومن کے رنگ میں۔ کافر چونکہ جتنے کام کرتا ہے۔ دنیا کی خاطر کرتا ہے۔ اسلیئے ہم اسے دُنیا دیتے ہیں۔ اور ایک سچا مومن چونکہ جو کام کرتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے لئے کرتا ہے۔ اس لئے ہم اس کے بدلہ میں اسے ایمان دیتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم مدد تو کرتے ہیں کافر کی بھی اور مومن کی بھی۔ مگر دونوں کی مدد کے رنگ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ بعض دفعہ کمزور اور جاہل مومن بھی یہ دھوکا کھا جاتے ہیں۔ کہ کافروں کو اتنا مال کیوں ملتا ہے۔ ان کو یہ پتہ نہیں۔ کہ یہ مال ان کی بہتری کے لئے نہیں۔ بلکہ اسلیئے ہوتا ہے۔ کہ تا وہ آزمائش میں اور امتحان میں کچے ثابت ہوں۔ اور پھر

خدا تعالےٰ کا غضب

ان پر بھڑک اٹھے۔ بعض نیکی کے کام جو مومن کرتے ہیں۔ وہ کافر بھی کرتے ہیں۔ مثلاً کافر بھی سچ بولتے ہیں۔ کافر بھی خیرات کرتے ہیں۔ دوسروں کے لئے قربانیاں کرتے ہیں۔ غرباء کی تعلیم میں امداد کرتے ہیں۔ یتیموں اور بیواؤں کے کام آتے ہیں۔ مگر ان میں سے ہر ایک کام وہ اس لئے کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ان کو دنیوی بدلہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملے۔ اور اللہ تعالیٰ کا چونکہ وعدہ ہے۔ کہ کلّا نُّمِدُّ ھٰٓؤُلَآءِ وَھٰٓؤُلَآءِ۔ یعنی ہم نے بہر حال کسی کے نیک کام کو ضائع نہیں کرنا۔ اس لئے ہم ہر ایک کو اس کے رنگ میں بدلہ دیتے ہیں۔ کافر چونکہ دنیا کے لئے کرتا ہے۔ اس لئے اس کے عوض ہم اسے دنیا دیتے ہیں۔ لیکن مومن چونکہ خدا تعالےٰ کے لئے کرتا ہے۔ اس لئے اس کو ہم ایماناً زیادہ کرتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں اس کے ایمان میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ مومن کو دنیا ملتی ہی نہیں۔ ملتی ہے۔ مگر وہ زائد انعام کے طور پر ملتی ہے۔ وہ اس کے کام کا طبعی نتیجہ نہیں ہوتا۔ کافر اگر کوئی نیکی کرتا ہے۔ تو اس لئے کہ اسے دنیوی طور پر ترقی ملے۔ اور اس لئے یہ اسے حاصل ہو جاتی ہے۔ عیسائیوں کے متعلق تو مجھے زیادہ تجربہ نہیں۔ مگر ہندوؤں میں سے بیسیوں کے ساتھ اس قسم کے تعلقات ہیں۔ وہ دعا کے لئے کہتے رہتے ہیں۔ مگر ہمیشہ یہی کہتے ہیں۔ کہ دعا کریں۔ ہماری فلاں تجارت میں ترقی ہو جائے۔ مال بڑھ جائے۔ یا بعض ایسی دعائیں جن کا نتیجہ یہ ہو۔ کہ مال بڑھ جائے۔ ایسے ہی لوگوں کو مدنظر رکھ کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ کلّا نُّمِدُّ ھٰٓؤُلَآءِ وَھٰٓؤُلَآءِ یعنی ہم ان کی بھی مدد کرتے ہیں۔ اور اسی رنگ میں مدد کرتے ہیں۔ جس رنگ میں وہ نیک کام کرتے ہیں۔ مگر

مومن کی حالت

اس سے مختلف ہوتی ہے۔ وہ نیکی اس لئے نہیں کرتا۔ کہ اس کا مال بڑھ جائے۔ وہ نماز اس لئے نہیں پڑھتا، روزہ اس لئے نہیں رکھتا۔ کہ تجارت میں ترقی ہو۔ زکوٰۃ اس لئے نہیں دیتا۔ کہ اس کے کاروبار بڑھ جائے۔ بلکہ جو نیکی بھی کرتا ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ اسے مل جائے۔ اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ اسے مل جاتا ہے۔ بے شک اسے دنیوی انعامات بھی ملتے ہیں۔ مگر وہ زائد انعام کے طور پر ہوتے ہیں۔ صحابہؓ نے جو عبادتیں کیں۔ جو نمازیں پڑھیں۔ روزے رکھے۔ یا جہاد کیا۔ وہ اس لئے نہیں کیا تھا۔ کہ دنیا کا مال و زر حاصل ہو جائے۔ بلکہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا نام دنیا میں قائم ہو۔ اور ان کا خدا ان سے راضی ہو۔ اور یہ چیز ان کو حاصل ہو گئی۔ دنیا بھی ان کو ملی۔ مگر وہ ایک زائد انعام کے طور پر تھی۔ ان کی نیکیوں کا بدلہ نہ تھا۔ تو مومن جو کام کرتا ہے وہ خدا کے لئے کرتا ہے۔ لیکن کافر دنیا کے لئے کرتا ہے پس مومن کو یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس نے جو نیکی کی ہے۔ اس کے نتیجہ میں اس کا ایمان بڑھتا ہے یا نہیں۔ اگر تو ایمان میں زیادتی ہو۔ اور مزید نیکی کی توفیق ملے۔ تو سمجھ لے۔ کہ اسکی قربانی قبول ہو چکی ہے۔ ورنہ نہیں۔ اور اسکی قربانی صحیح معنوں میں قربانی نہیں تھی۔ اگر وہ دیکھے۔ کہ کل جس بشاشت سے اس نے چندہ دیا تھا۔ وہ آج نہیں ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ کل اس نے جو قربانی کی تھی۔ وہ ناقص تھی۔ اور اللہ تعالےٰ نے نورِ ایمان اس سے چھین لیا ہے۔ اگر اسکی آج کی نماز کل سے بہتر نہیں آج کا روزہ کل سے بہتر نہیں۔ آج کی زکوٰۃ کل سے بہتر نہیں۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اسکی پہلی عبادت میں نقص تھا۔ کیونکہ مومن جو نیکی کرتا ہے۔ وہ خدا کے لئے کرتا ہے۔ اور اس کے بدلہ میں اسے

خدا ملنا چاہیئے

اور خدا کے ملنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ اسکی عبادت میں ترقی ہو۔ وہ نیکی اور قربانی میں اور بڑھے۔ مومن جو کام خدا کے لئے کرتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں خدا اس کے ایمان کو بڑھاتا ہے۔ اور زیادہ نیک اعمال کی توفیق اسے دیتا ہے۔ اگر اس کی آج کی عبادت اور نیکی مقبول ہوئی ہے۔ تو لازماً کل اسے پھر توفیق ملے گی۔ اور اسکی کل کی نیکی اور عبادت آج سے اچھی ہوگی۔ اور پرسوں کی کل سے بہتر ہوگی۔ اور چوتھے دن کی تیسرے دن سے اچھی ہوگی۔ اور اسی کا نام استقلال ہے۔

استقلال ایمان کا جزو ہے

اور اس کا لازمی حصہ ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ کوئی مومن صحیح معنوں میں قربانی کرے۔ اور پھر اسے مزید نیکی کی توفیق نہ ملے۔ دراصل استقلال نام ہے نیک عمل کے مقبول ہونے کا اور جسے استقلال حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ اسکی نیکی مقبول نہیں ہوئی۔ ورنہ اسے زیادہ نیکی کی توفیق ضرور ملتی۔ پھر مومن کو

نیک عمل میں لذت

حاصل ہوتی ہے۔ اور اس لئے وہ ایک نیک عمل کے بعد دوسرے کا موقعہ ملنے کا منتظر رہتا ہے۔ اور تیار رہتا ہے۔ کہ جب موقعہ آئے۔ فوراً اسے ادا کرے۔ مثلاً آموں کا موسم آتا ہے تو غریب سے غریب انسان بھی اپنی حیثیت کے مطابق اس سے لذت اندوز ہوتا ہے حتیٰ کہ جن غریبوں کے پاس پیسے نہیں ہوتے۔ وہ وہی اٹھا کر کھا لیتے ہیں۔ جو دُکاندار گلے سڑے ہونے کی وجہ سے گلیوں میں پھینک دیتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہاں تک دیکھا گیا ہے۔ کہ

غرباء کے بچے

دوسروں کے چوسے ہوئے آموں کی گٹھلیاں اٹھا کر چوسنے لگتے ہیں۔ گویا موسم آنے ہی خودبخود آم کھانے کا شوق دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ ان کو کون کہنے جاتا ہے۔ کہ موسم آگیا ہے۔ آم خریدو اور کھاؤ۔ بلکہ موسم شروع ہوتے ہی لوگ کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ معلوم نہیں۔ آم کب تک آئیں۔ ان کو کسی کی طرف سے تحریک کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ خودبخود تحریک پیدا ہوتی ہے۔ یہی حال خربوزوں کا ہے۔ پہلے ہی لوگ دریافت کرنے لگتے ہیں۔ کہ خربوزے ابھی پکے ہیں یا نہیں۔ بے موسم کے آم خربوزے اور ترکاریاں ہمیشہ زیادہ قیمت پاتی ہیں۔ اسکی وجہ یہی ہوتی ہے۔ کہ لوگ چونکہ خریدنے کے لئے

اپنے اندر ایک تحریک

پاتے ہیں۔ اس لئے جن کی فصل کچھ پہلے تیار ہو جاتی ہے۔ لوگ اسے خریدنے کے لئے دوڑتے ہیں۔ اس لئے اسکی قیمت زیادہ پڑتی ہے۔

پس جس چیز کی لذت سے انسان آشنا ہو۔ اس کے لئے کسی دوسرے کو کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لوگ خودبخود اس کے انتظار میں رہتے ہیں۔ کہ وقت آئے۔ تو پہلا موقعہ جو ملے۔ اس پر اسے حاصل کر لیں۔ یہی حال نیکی کا ہے۔ اگر مومن اسکی لذت سے آشنا ہو۔ تو وہ کسی بیرونی تحریک کے بغیر اسے حاصل کرنا چاہتا ہے۔

اصل ایمان وہی ہے۔ کہ جس میں انسان کسی کی یاددہانی کے بغیر نیکی کے کام کرتا ہے۔ اور پھر اس نیکی کے مقبول ہونے کی علامت یہی ہے۔ کہ اور

نیکیوں کی توفیق

اسے ملے۔ اور نیکی کرنے میں اسے لذت حاصل ہو۔ یہ ایک ایسا معیار ہے۔ جس کے مطابق ہر انسان اپنے ایمان کی آزمائش نہایت آسانی سے کر سکتا ہے۔ بیسیوں لوگ ہیں۔ جو اپنے ایمان کی آزمائش سے غافل رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ایک دن بے ایمان ہو جاتے ہیں۔ اور پتہ بھی نہیں لگتا۔ کہ کیا ہوا۔ حالانکہ اگر وہ روزانہ آزمائش کرتے رہتے۔ تو ہلاکت سے بچ جاتے۔ اسی طریق پر ہر شخص اپنے ایمان کی آزمائش روزانہ کر سکتا ہے۔ اور پتہ لگا سکتا ہے۔ کہ وہ

ایمان میں ترقی

کر رہا ہے۔ یا نیچے گر رہا ہے۔ اگر وہ دیکھے۔ کہ مستقل طور پر وہ ایمانی لذت اور نیکی کی بشاشت سے محروم ہو رہا ہے۔ تو اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے۔ ایک عارضی کیفیت ہوتی ہے جو ہر مومن پر کسی نہ کسی وقت وارد ہوتی ہے۔ صحابہ رضؓ نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ جب ہم آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں۔ تو ہمارے ایمان تیز ہوتے ہیں۔ مگر جب باہر جاتے ہیں۔ تو یہ کیفیت نہیں رہتی۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ ہر وقت دوزخ تمہاری نظروں کے سامنے رہے۔ تو مر نہ جاؤ۔ پس یہ

عارضی غفلت

اور ہے۔ کسی نہ کسی وقت آدمی کا دل آرام کرنے کو بھی چاہتا ہے۔ کسی وقت وہ چاہتا ہے۔ کہ اپنے بیوی بچوں میں بیٹھ کر باتیں کرے۔ یہ اور بات ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے برسات کے موسم میں غریب سے غریب لوگ بھی کبھی نہ کبھی پوڑے پکا لیتے ہیں۔ مگر اسے کھانے میں عیاشی نہیں عیاشی نہیں کہا جا سکتا۔ کوئی شخص ان کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ بڑے عیاش ہیں۔ فلاں دن بارش ہو رہی تھی۔ اور ان کے گھر میں پوڑے پک رہے تھے۔ یہ عیاشی نہیں۔ عیاشی وہ ہے۔ کہ انسان صبح اٹھتے ہی کھانے پینے میں لگ جائے۔ اور شام تک اسی شوق میں لگا رہے۔ کسی نہ کسی دن کسی غریب کا پوڑے پراٹھے یا چاول وغیرہ پکا لینا عیاشی میں داخل نہیں۔ یہ تو

خدا کا تنوع

ہے۔ جس سے صحت اچھی رہتی ہے۔ یہی بات دینیات اور روحانیات میں ہے۔ بالکل ہی غافل ہو جانا عیاشی ہے۔ مگر کسی وقت اگر آدمی چاہے۔ کہ آرام کرے۔ یا بیوی بچوں میں بیٹھ کر باتیں کرے۔ تو یہ ایسی ہی بات ہے۔ کہ جیسے کبھی کوئی غریب آدمی پوڑے یا پراٹھے پکائے۔ جس طرح وہ عیاشی نہیں۔ اسی طرح یہ بھی غفلت نہیں کہلا سکتی۔ غفلت وہ ہے۔ کہ دل پر ان چیزوں کی محبت غالب ہو جائے۔ اور

دین کی محبت اور لذّت

دل میں نہ رہے۔ جیسے کھانے میں عیاشی اس کا نام ہے۔ کہ انسان ہر وقت کھانے پینے کے اہتمام میں لگا رہے۔ اور اپنے آپ کو کھانے میں ہی مصروف کرے۔ کبھی سال میں دو چار بار اچھی چیز پکا کر کھا لینا یا عید کے موقعہ پر کوئی کپڑا بنا لینا عیاشی نہیں کہلا سکتی۔ اسی طرح کبھی آرام کی طرف مائل ہو جانا دین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں سستی نہیں کہلا سکتی۔

قبض کی حالت

بھی مومنوں پر آتی ہے۔ اور یہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے۔ مگر دینی کاموں میں بحیثیت مجموعی سستی اور غفلت کا پیدا ہو جانا ایسی بات ہے۔ جس کا آسانی سے پتہ لگ سکتا ہے۔ اور انسان معلوم کر سکتا ہے۔ کہ اس کے ایمان کا درجہ کیا ہے۔

یہ تمہید میں نے اس لئے بیان کی ہے۔ کہ تحریک جدید کے اس سال کے اعلان پر آٹھ ماہ گزر چکے ہیں۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ کہ ابھی اس سال کی نصف رقم وصول نہیں ہوئی۔ ابھی آتے وقت مجھے ایک فہرست دی گئی ہے۔ جس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ بہت سی چھوٹی چھوٹی جماعتیں جن کے احمدیوں کی مجموعی تعداد ۶-۷ ہزار سے زیادہ نہ ہوگی۔ ستر کے قریب ایسی ہیں۔ کہ جن کی طرف سے ابھی کوئی پیسہ بھی وصول نہیں ہوا۔ یہ جماعتیں بہت چھوٹی چھوٹی ہیں۔ بعض میں چھ سات سے زیادہ احمدی نہیں۔ اور بعض دور دراز گوشوں میں ہیں۔ ان کی طرف سے ابھی ایک پیسہ بھی وصول نہیں ہوا۔ پھر ایک خاصی تعداد ایسی ہے۔ جن کی وصولی ۳۳ فی صدی سے زیادہ نہیں۔ یعنی ان میں سے کسی کی وصولی دس فی صدی ہے۔ کسی کی بارہ فی صدی۔ کسی کی بیس کسی کی تیس اور کسی کی ۳۳ فی صدی۔ پھر بعض وہ ہیں جن کا ۳۳ سے پچاس فی صدی کے درمیان چندہ وصول ہوا ہے۔ اور کچھ وہ ہیں۔ جن کا پچاس سے ستر فی صدی تک۔ اور بہت تھوڑی جماعتیں ایسی ہیں۔ جن کا قریباً سارا یا بہت سا حصہ وصول ہو چکا ہے۔ حالانکہ میں نے بار بار توجہ دلائی ہے۔ کہ جو لوگ ادا نہیں کر سکتے۔ وہ اپنے نام نہ لکھوائیں۔ ایسے لوگ جماعت کی ترقی کا موجب نہیں ہوتے۔ بلکہ نقصان کا موجب ہوتے ہیں۔

مومن کے وعدے پر اعتبار

کر لیا جاتا ہے۔ اور وعدوں کی مجموعی رقم کے مطابق پروگرام بنا لیا جاتا ہے۔ لیکن اگر ان میں سے کچھ وعدے پورے نہ ہوں۔ تو نقصان لازمی ہے۔ فرض کرو۔ دس آدمی وعدہ کرتے ہیں۔ اور ان کے وعدہ کے مطابق پروگرام بنا لیا جاتا ہے۔ اب اگر ان میں سے چار اپنا وعدہ پورا نہ کریں۔ تو اس کام کو جو نقصان پہنچے گا۔ اس کا گناہ انہی لوگوں پر ہوگا جنہوں نے دھوکا دیا۔ اگر وہ نام نہ لکھواتے۔ تو سلسلہ مقروض نہ ہوتا۔ سلسلہ نے ان کو ایماندار سمجھا۔ اور ان کے وعدوں پر اعتبار کیا۔ مگر دراصل وہ بے ایمان تھے۔ اور دھوکا دینے والے تھے۔ اس لئے سلسلہ کو مقروض ہونا پڑا۔ میں نے بار بار کہا ہے۔ کہ ثواب اس سے نہیں۔ کہ آدمی اپنا نام لکھوا دے بلکہ یہ تو عذاب حاصل کرنے کا طریق ہے۔ اس سے جتنا بوجھ سلسلہ پر پڑے گا۔ اس کا

عذاب انہی لوگوں پر ہوگا

جو نام لکھوا دیتے ہیں۔ مگر وعدہ پورا نہیں کرتے اس میں شک نہیں کہ ان کے وعدہ پورا نہ کرنے کی وجہ سے بدنامی ساری جماعت کی ہوتی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاں اس کا عذاب صرف ان لوگوں پر ہے۔ جنہوں نے نام تو لکھوا لئے۔ مگر وعدے پورے نہ کئے۔ انہوں نے لوگوں میں جھوٹی عزت تو حاصل کر لی۔ مگر خدا تعالیٰ کی لعنت کے مورد ہو گئے۔ میں نے اس امر کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے۔ مگر پھر بھی میں دیکھتا ہوں۔ کہ ایک طبقہ ایسا ہے۔ جو اس روش سے باز نہیں آتا۔ وہ نام تو لکھوا دیتے ہیں۔ مگر وعدوں کو پورا نہیں کرتے۔ اور ادا کرنے میں غافل رہتے ہیں۔ ان کا یہ فعل ہرگز مستحسن نہیں۔ بلکہ

صریح خسران کا موجب

ہے۔ اور یہ ایسی ہی بات ہے۔ کہ کوئی انسان اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کاٹ دے۔ دشمن اگر کسی کی ناک کاٹ دے۔ تو یہ بھی بری بات ہے۔ اور جب وہ گزرے۔ تو لوگ کہتے ہیں۔ کہ نکٹا جا رہا ہے۔ مگر یہ لوگ تو ایسے ہیں۔ کہ جیسے کوئی اُسترا لے کر اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کاٹ دے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایسا شخص بالکل دیوانہ یا فاتر العقل ہی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جس چندہ میں پابندی کی کوئی شرط نہیں۔ اس میں جو شخص اپنی مرضی سے پہلے نام لکھواتا ہے۔ اور پھر عدم ادائیگی سے جماعت کو ذلیل کرتا ہے۔ وہ بھی ویسا ہی دیوانہ اور فاتر العقل ہے۔ جیسے اُسترا لے کر اپنی ناک خود کاٹنے والا۔ میں نے بارہا کہا ہے۔ کہ اس چندہ میں وعدے صرف وہی لوگ لکھوائیں جو خدا تعالیٰ کے دربار میں سابقوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ لوگوں میں

جھوٹی عزت حاصل کرنے کے شائق

نام نہ لکھوائیں۔ مگر میں نے دیکھا ہے۔ کہ پھر کئی لوگ یونہی نام لکھوا دیتے ہیں۔ کوئی شخص یہ خیال کرے۔ کہ اسے کوئی تکلیف بھی نہ پہنچے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کا مقرب بھی ہو جائے۔ یہ ناممکن ہے۔ قربانی کے بغیر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہونا ناممکن ہے۔ اس وقت جنگ ہو رہی ہے۔ دیکھو ہزاروں لوگ جنگ میں قربانیاں کر رہے ہیں۔ آج کل جنگ کا وہ طریق نہیں رہا۔ کہ تلوار ہاتھ میں لے کر ایک بہادر میدان میں نکل آتا تھا۔ کہ آئے کون میرے مقابلہ پر آتا ہے۔ آج تو یہ حالت ہے۔ کہ لوگ آرام سے گھروں میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ کسی کو علم بھی نہیں ہوتا۔ اور اوپر سے ایک بم گرتا ہے۔ اور کئی لوگ وہیں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ نہ کسی کو مقابلے کا موقعہ ملتا ہے۔ نہ کوئی روک پیدا کر سکتا ہے۔

دل کے ارمان اور حوصلے

نکالنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔ مگر باوجود ایسے خطرات کی حالت کے کئی ایسے لوگ ہیں۔ جو ہمت و استقلال کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ اور جنگ میں ایسے ایسے کارنامے کرتے ہیں۔ کہ پڑھ کر حیرت آتی ہے۔ پہلے بھی ایک واقعہ میں سنا چکا ہوں۔ اب پھر اخباروں میں ایک واقعہ شائع ہوا ہے۔ کہ ایک افسر سخت زخمی ہو گیا۔ جہاں وہ پڑا تھا۔ وہاں جرمن فوج کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اس کا ایک ماتحت افسر تلاش میں نکلا۔ کہ تا وہ ملے تو اسے لے آئے۔ اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر میں فون کیا۔ کہ میں اس کی تلاش میں جانا چاہتا ہوں۔ ایک لاری بھیج دی جائے۔ وہاں سے جواب آیا۔ کہ ہم تمہیں ایسی خطرناک جگہ پر نہیں بھیج سکتے۔ کیونکہ وہاں جانے میں ۹۹ فی صدی گمان مارے جانے یا کم سے کم قید ہونے کا تھا۔ اس لئے اسے جواب دیا گیا۔ کہ ہم حکم نہیں دیتے۔ اپنی مرضی سے جانا چاہو۔ تو چلے جاؤ۔ اس نے کہا۔ کہ میں اپنی مرضی سے جانا چاہتا ہوں۔ تا اگر ممکن ہو۔ تو اپنے افسر کو بچا کر لے آؤں۔ چنانچہ وہ لاری لے کر فوجی پہروں سے بچتا ہوا وہاں پہنچا۔ اسے تلاش کر کے لاری پر ڈال لیا۔ اور بھی دو چار زخمی مل گئے۔ ان کو بھی اس نے ساتھ لے لیا۔ اور بچ کر نکل آیا۔ اس کا ایسے حالات میں اس جگہ جانا جہاں دشمن کا قبضہ ہو چکا تھا۔ گویا یقینی طور پر

موت کے منہ میں جانے کے مترادف

تھا۔ اور یہ محض اتفاق تھا۔ کہ بچ کر آ گیا۔ مگر اس شخص نے اس قربانی کے لئے خود اپنے آپ کو پیش کیا۔ تو جنگ میں لوگ بڑی بڑی قربانیاں کر رہے ہیں۔ اور ایسے ایسے خطرات میں اپنے آپ کو ڈالتے ہیں۔ کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ اور روزانہ بیسیوں ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ یہ مثالیں تو اپنوں کے لئے قربانی کی ہیں۔

غیروں کے لئے قربانی

کی بھی شاندار مثالیں ملتی ہیں۔ حال ہی میں ایک واقعہ ہوا ہے۔ ایک برطانی جہاز جرمن قیدیوں کو لے کر جا رہا تھا۔ کہ جرمنوں نے بیوقوفی سے اسے خود ہی غرق کر دیا۔ تارپیڈو بوٹ نے اس پر حملہ کیا۔ اور وہ غرق ہو گیا۔ جن لوگوں کو کشتیوں پر جگہ مل سکی۔ وہ تو سوار ہو گئے۔ جہاز میں جو لوگ سوار ہوں۔ ان کے پاس ایسی پیٹیاں بھی ہوتی ہیں۔ جسے باندھ کر انسان دو دو دن پانی پر تیرتا رہتا ہے۔ اور اس اثنا میں ممکن ہوتا ہے۔ کہ کوئی جہاز اسے آ کر اٹھا لے۔ جن لوگوں کو کشتیوں میں جگہ نہ ملے۔ وہ یہ پیٹیاں پہن لیتے ہیں۔ اس جہاز کے ایک انگریز افسر نے دیکھا۔ کہ ایک جرمن قیدی ایسا ہے۔ کہ نہ اسے کشتی میں جگہ ملی ہے۔ اور نہ اس کے پاس پیٹی ہے۔ اس افسر نے اپنی پیٹی اسے دے دی۔ اور خود جا کر کپتان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ جہاز غرق ہوا۔ اور وہ بھی کپتان کے ساتھ غرق ہو گیا۔ گویا اس نے دشمن کی جان بچانے کے لئے اپنی جان دے دی۔ ہم ایسے واقعات کو آج اس لئے حیرت سے پڑھتے ہیں۔ کہ اس زمانہ کے مسلمانوں میں ایمان کی وہ شان نہیں رہی۔ جو پہلے زمانہ کے مسلمانوں کی تھی۔ اس لئے ان میں ایسی مثالیں نہیں ملتیں۔ ورنہ

قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں

ایسی ایسی شاندار مثالیں ملتی ہیں۔ کہ یہ واقعات ان کے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ کہ ایک جنگ میں مسلمانوں نے دشمن کو شکست دی۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ مقابلہ بڑے معرکہ کا تھا۔ ایک ایک مسلمان کو دو دو سو کا مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ اس لئے بعض مسلمان چور ہو کر گر گئے تھے۔ ایک شخص وہاں پہنچا۔ اس نے ایک صحابی کو دیکھا۔ کہ زخمی پڑے تھے۔ ان کے ہونٹ خشک ہیں۔ اور اس سے پوچھا۔ کہ کیا پانی ہے۔ اس کے پاس چھاگل تھی۔ اس نے اس میں سے پانی لیا۔ اور ان کو دیا۔ وہ پینے لگے تو دیکھا۔ کہ تھوڑے فاصلہ پر ایک اور مسلمان پڑا تھا۔ اس صحابی نے کہا۔ کہ معلوم ہوتا ہے اسے زیادہ پیاس ہے۔ اس لئے پہلے اسے پلاؤ۔ وہ پانی لے کر اس کے پاس پہنچا۔ تو اس نے ایک اور کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کہ وہ مجھ سے زیادہ پیاسا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے پہلے اسے پلا دو۔ اور اسی طرح یہ سلسلہ دس آدمیوں تک پہنچا۔ لیکن جب پانی والا دسویں آدمی کے پاس پہنچا۔ تو وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فوت ہو چکا تھا۔ اس پر وہ لوٹا اور جس جس کے پاس پہنچا۔ وہ فوت ہو چکا تھا۔ غور کرو۔ یہ کتنی بڑی قربانی ہے۔ موت سامنے ہے۔ سانس اکھ رہا ہے۔ اور شدید پیاس ہے۔ مگر ہر ایک کی کوشش یہی ہے۔ کہ پہلے میرا بھائی پانی پیئے۔ تو میں پھر پیوں۔ مگر آج مسلمانوں کی یہ حالت نہیں۔ ان کے پاس حکومت نہیں۔ نورِ ایمان نہیں۔ اس لئے ہمیں ایسی مثالیں کافروں میں سے دینی پڑتی ہیں۔ اور یہ ہمارے لئے زیادہ غیرت کا موجب ہونی چاہئیں۔ کہ جب کافر ایسی مثالیں پیش کرتے ہیں۔ تو ہمارے نوجوانوں کو تو اس سے بہت زیادہ شاندار مثالیں پیش کرنی چاہئیں۔ پس میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ

تحریک جدید کے چندے

طوعی ہیں۔ اس لئے ان کو پورا کرنے کے لئے ان کو پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر انہیں اس قربانی کی توفیق نہیں ملتی۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان کی پہلی قربانیوں کو بھی قبول نہیں کیا۔ ورنہ آج ان سے سستی سرزد نہ ہوتی۔ سستی کے معنے ہی یہ ہیں۔ کہ پہلے عمل ضائع ہو چکے۔ پس میں پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ دوست سستی اور غفلت کو ترک کر دیں۔ کیونکہ اس سے ان کی پہلے سالوں کی قربانیاں بھی ضائع ہو جائیں گی۔ یہ تو زمانہ اس قسم کا ہے۔ کہ انسان کے سامنے سے

ایک منٹ کے لئے بھی موت اوجھل نہیں

ہونی چاہیئے۔ میں ابھی لاہور سے آرہا ہوں۔ وہاں ہوائی جہازوں کے لئے لوگوں میں چندہ کی تحریک کرنے کے لئے ہوائی جہازوں نے اشتہار پھینکے۔ جن میں لکھا تھا۔ کہ ممکن تھا۔ اس اشتہار کی جگہ جو تم اٹھا رہے ہو۔ بم گرتا۔ جو جرمن یا روسیوں کا ہوتا۔ غور کرو۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو تمہاری کیا حالت ہوتی۔ اس لئے اس وقت کی اہمیت کو پہچانیں اور جلد چندہ دیں۔ تا اس سے ہوائی جہاز شہر کی حفاظت کے لئے خریدے جائیں۔ اب دنیا میں فاصلہ کا سوال بالکل مٹ چکا ہے۔ ہوائی جہاز دو دو تین تین ہزار میل پر جا کر حملہ کرتے ہیں۔ اور پھر واپس آجاتے ہیں۔ اور دشمنوں کو ایسے مواقع حاصل ہیں کہ اگر چاہیں۔ تو ہندوستان پر حملہ کر دیں۔ گو ابھی کیا نہیں۔ مگر ہندوستان میں شدید خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ ادھر چین میں اور جاپان میں جنگ شروع ہے۔ امریکہ الگ کھڑا رہا ہے۔ اور یورپ میں تو جنگ ہو ہی رہی ہے۔ ہر طرف خطرات ہی خطرات ہیں۔ اور خطرات بھی ایسے کہ بہادری سے ان کا مقابلہ کرنے کا کوئی موقعہ نہیں اور کوئی شخص سینہ تان کر یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ آئے کون میرے مقابلہ پر آتا ہے۔ ہوائی جہاز اوپر سے حملہ کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات نظر بھی نہیں آتے۔ وہ تیس تیس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر رہے ہوتے ہیں۔ چیل نظر آتی ہے۔ مگر جہاز نہیں۔ صرف بم گرتے ہیں۔ اور جب موت اس قدر قریب ہو۔ تو مومن اگر اپنی ذمہ واری کو نہ سمجھے۔ تو بہت افسوس کا مقام ہے۔ پس میں احباب جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنے فرائض کو سمجھیں۔ اور موقعہ کی نزاکت کے لحاظ سے

قربانیوں میں تیز ہوں

نہ کہ سست۔ جو لوگ ایسے نازک وقت میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف نہیں جھکتے۔ ایسے سنگدل لوگ گو بظاہر جماعت میں شامل ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کا شمار مومنوں میں نہیں ہوتا۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ ایسے لوگوں کو خدا تعالیٰ کا فضل بچائے۔ ایسے لوگ باوجود مومنوں کی جماعت میں شامل ہونے کے

خدا تعالیٰ کی گرفت

سے نہیں بچ سکتے۔ جب ہلاکو خاں نے بغداد پر حملہ کیا۔ تو بغداد میں ایک بزرگ رہتے تھے۔ لوگ ان کے پاس گئے۔ اور کہا کہ آپ دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ بغداد کو ہلاکت سے بچائے۔ اس بزرگ نے کہا۔ کہ میں کیا دعا کروں۔ میں جب بھی دعا کرنے لگتا ہوں۔ مجھے فرشتوں کی یہ آوازیں آتی ہیں۔ کہ یا ایہا الکفار اقتلوا الفجار۔ یعنی اے کافرو۔ ان مسلمانوں کو جو بے دین ہو چکے اور دین سے بالکل غافل ہیں۔ قتل کر دو۔ تو جب ایسے نازک اور خشیت کے موقعہ پر بھی کوئی شخص

دین کی خدمت سے غافل

رہتا ہے۔ اور قربانی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے باوجود کہ ان قربانیوں کے نتیجہ میں مرنے کے بعد اسے جنت ملے گی۔ اور خدا تعالیٰ کے انعام اس پر ہوں گے۔ تو وہ کس منہ سے ایمان کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ جنگ میں جو لوگ قربانیاں کرتے ہیں۔ ان کو موت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت یا کسی انعام کی امید نہیں۔ کوئی جرمنی کے لئے قربانی کرتا ہے۔ کوئی فرانس کے لئے اور کوئی انگلستان کے لئے لیکن جو بدقسمت خود وعدہ کرنے کے باوجود اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ سے انعامات کے وعدہ کے ہوتے ہوئے خدا تعالیٰ کے لئے قربانی میں تامل کرتا ہے۔ وہ کس طرح امید کر سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا فضل اسے ڈھانپ لے گا۔ اللہ تعالیٰ بھی اسے کہے گا۔ کہ تمہارے سامنے ایسے لوگ تھے۔ جنہوں نے بغیر کسی انعام کے وعدہ کے محض دنیوی عزت اور

چند روز آرام کے لئے قربانیاں

کیں۔ اور جانیں تک دے دیں۔ مگر تم نے دین کے لئے قربانی نہ کی۔ پھر تم کس طرح امید رکھ سکتے ہو۔ کہ میرے فضلوں کے وارث ہو۔ ہٹلر کس لئے لڑ رہا ہے۔ اس لئے کہ یورپ کو فتح کرے۔ مگر یورپ دنیا کا کتنا حصہ ہے۔ وہ آبادی۔ پیداوار اور علاقہ ہر لحاظ سے ادنیٰ ہے۔ تمام قیمتی پیداواریں یا تو ایشیا میں پیدا ہوتی ہیں۔ یا امریکہ اور افریقہ میں۔ مگر اس ادنیٰ سے ملک پر غلبہ کے لئے دیکھ لو۔ جرمن کتنی قربانیاں کر رہے ہیں۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مومن کی جنت سارے زمین و آسمان کے برابر ہوگی۔ اور آج تک دنیا میں کوئی ایسا آدمی نہیں گزرا۔ جس کی بڑی سے بڑی امنگ اور امید ادنےٰ مومن کے ہزارویں حصہ کے بھی برابر ہو۔ اور انعامات کے اس قدر فرق کے باوجود اگر کوئی شخص قربانی سے دریغ کرتا ہے۔ تو سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس کا دل نورِ ایمان سے بالکل خالی ہے۔

قابل توجہ وعدہ کنندگان خلافت جوبلی

خلافت جوبلی کی تقریب سعید پر نو ماہ گذر رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک بعض جماعتوں اور دوستوں نے باوجود وعدہ کرنے کے اپنی موعودہ رقوم ادا نہیں کیں۔ اور بعض ایسے دوست بھی ہیں۔ جو اس مبارک تحریک میں پیشتر کسی مجبوری کی وجہ سے حصہ نہیں لے سکے۔ ایسی جماعتوں اور احباب کی توجہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وعدہ کنندگان براہ مہربانی جلد از جلد اپنے وعدے پورے کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ کیونکہ ان العھد کان مسئولا۔ اور جو بوجہ مجبوری پیشتر حصہ نہیں لے سکے۔ وہ اب حصہ لے کر ثواب حاصل کریں۔ اور اپنے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اخلاص اور عقیدت کا ثبوت دیں۔ مبارک ہیں وہ جن کو ایسا مبارک اور نادر موقع میسر آیا۔ اور وہ مالی قربانی کر کے دائمی ثواب کے مستحق بن گئے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

اعلان دربارہ بقایاجات بورڈران تحریک جدید

اس سے قبل بورڈران کے والدین یا گارڈین کے نام ان کے ذمگی بقایوں کے حسابات بذریعہ کارڈ علیحدہ علیحدہ اسموار بھیجے گئے ہیں۔ اب بطور یاد دہانی تحریر کیا جاتا ہے۔ کہ ہر ایک بورڈر گھر سے روانگی کے وقت اپنے ذمگی بقائے اور دو ماہ پیشگی کے خرچ کے لئے رقم مطلوبہ ہمراہ لا دے۔ تا کہ دفتر اس کی جملہ ضروریات کو آسانی سے مہیا کر سکے۔ والسلام

(خاکسار قاضی نور محمد عفی عنہ قائم مقام سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس تحریک جدید)

قیمت فی تولہ دو روپیہ چھ ماشہ ایک روپیہ

سرمہ نور رجسٹرڈ

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا بابرکت نسخہ اور حضور ہی کے مبارک نام سے وابستہ اطباء۔ ڈاکٹر۔ رؤساء۔ امراء عوام الناس اور بڑی بڑی بزرگ ہستیوں کو گرویدہ اور گاہکوں کو مجسم اشتہار بنا رہا ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال۔ اندھراتا۔ ناخنہ۔ سرخی۔ خارشی۔ پانی بہنا وغیرہ

اور نظر کو بڑھاپے تک قائم رکھنے میں بے نظیر ہے

منی آرڈر یا ٹکٹ بھیجکر آرڈر دینے والوں کو محصولڈاک کی بچت ہوگی

ملنے کا پتہ

شفاخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ — قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۴۰ء — نمبر ۳۵

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی "گزارش" پر نگارش

مَیں نے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی دو نہایت واضح تحریریں پیش کر کے پوچھا تھا۔ کہ جبکہ مصری صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے دونوں حصے یعنی جماعت مبایعین اور غیر مبایعین "عیسائی" اور "خوارج" وغیرہ بن چکے ہیں۔ تو پھر ان دونوں کے سوا وہ کونسی تیسری جماعت ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقی علمبردار ہے؟

میرے اس مطالبہ پر مصری صاحب نے سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے "ینگ اسلام" میں الزامی جواب دینے کی کوشش کی تھی۔ مگر مَیں نے اخبار "فاروق" مورخہ ۷، ۱۴ جولائی میں مصری صاحب کے پیش کردہ حوالجات اور الزامی جواب کی حقیقت کو طشت از بام کرتے ہوئے ان کا زیر بحث امر سے غیر متعلق ہونا ثابت کیا تھا۔ اور میں نے اپنے اس جواب میں اس امر کا التزام کیا تھا۔ کہ مصری صاحب کے مقابل پر وہی تحریریں پیش کروں۔ جو مصری صاحب کے اخراج از جماعت سے پیشتر کی اور سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہی کی ہوں۔ اور اس طرح حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کے جو حوالجات مصری صاحب نے الزاماً پیش کئے تھے۔ خود حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریرات سے ہی ان کا جواب پیش کر دیا تھا۔ اور پھر مصری صاحب سے اپنے اصل مطالبہ کا جواب مانگا تھا۔

مگر مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی۔ کہ مصری صاحب نے اخبار "پیغام صلح" ۲۶ جولائی ۱۹۴۰ء میں "سید احمد علی صاحب کے جواب پر گذارش" کے زیر عنوان بجائے اصل زیر بحث امر کا جواب دینے اور میرے پیش کردہ دلائل و شواہد کی تردید کی جرأت یا ہمت کرنے کے اول تو یہ خلاف بیانی کی ہے۔ کہ خاکسار سید احمد علی نے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے "عدیم الفرصت ہونے کا عذر" پیش کرتے ہوئے وکیل بن کر جواب لکھا ہے۔ حالانکہ یہ مصری صاحب کی طرف سے مجھ پر بہتان ہے۔ کیونکہ میں نے کہیں اپنے مضمون میں ایسا نہیں لکھا۔ بلکہ مصری صاحب کے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو جواب کے لئے خطاب کرنے کی کئی وجوہ سے ناموزونیت ثابت کرتے ہوئے خود جواب دینے کی کئی وجوہ پیش کی تھیں۔ مثلاً مَیں نے لکھا تھا کہ:۔ "اس وجہ سے بھی کہ دراصل مصری صاحب کا یہ جواب میرے ان پانچ مطالبات میں سے ایک دو کا جواب ہے مجھے یہ حق حاصل ہے۔ کہ مصری صاحب کے اس مضمون کا جواب بھی میں ہی لکھوں۔" (فاروق ۷ رجولائی صفحہ ۵)

گویا مَیں نے اپنے مضمون میں نہایت قوی دلائل سے اس امر کو ثابت کیا تھا۔ کہ مصری صاحب نے جو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو جواب کے لئے مخصوص کیا ہے۔ تو یہ قطعاً غیر موزون ہے۔ کیونکہ یہ مصری صاحب کا الزامی جواب والا مضمون تو میرے ایک مضمون کا جواب ہے۔ اس لئے مجھے جواب دینے کا حق ہے۔ مگر مصری صاحب مجھ پر الزام لگاتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"مکرمی سید احمد علی صاحب نے فاروق میں پہلے مطالبہ کے متعلق ایک مضمون لکھا ہے۔ جس میں جناب خلیفہ صاحب مکرم کی طرف سے عدیم الفرصت ہونے کا عذر کرتے ہوئے ایک نامکمل سا جواب شائع کیا ہے۔" (ینگ اسلام ۱۵ اگست صفحہ ۲)

دوئم۔ مصری صاحب نے "پیغام صلح" ۲۶ جولائی میں بجائے میرے مطالبہ کے جواب کے اس امر پر زور دینا شروع کیا ہے۔ کہ ان کے الزامی جواب کا رد سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی طرف سے ہوگا۔ تو وہ جواب دیں گے۔ ورنہ نہیں۔ چنانچہ مصری صاحب نے لکھا۔ کہ اگر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ عدیم الفرصت ہیں۔ (حالانکہ ایسا میں نے کہیں نہیں لکھا۔ سید احمد علی) "تو وہ مہربانی فرما کر اپنے خطبہ میں اتنا ہی فرما دیں۔ کہ سید احمد علی صاحب نے جو جواب لکھا ہے۔ وہ درست ہے۔ اور اسے ہی میری طرف سے جواب سمجھ لیا جائے۔ ان کی تصدیق کے بعد میں انہیں خود جواب لکھنے کی تکلیف نہ دوں گا۔" (پیغام صلح ۲۶ رجولائی ۱۹۴۰ء)

سو میں جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی "گزارش" پر یہ نگارش کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جبکہ اصل مطالبہ میری طرف سے ہے۔ تو جواب الجواب کے لئے آپ کا سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کرنا سراسر باطل۔ لغو اور اپنے شکست خوردہ اور لاجواب ہونے پر خود مہر لگانا ہے۔ ولا غیر۔

پس مصری صاحب کا فرض ہے۔ کہ وہ میرے مطالبہ کا جواب دیں۔ کہ جبکہ جماعت مبایعین اور غیر مبایعین آپ کے نزدیک "گمراہ" اور "خارجی" اور "مثیل نصاریٰ" بن گئی ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تیار کردہ جماعت کہاں ہے؟ اور جو اس کا الزامی جواب مصری صاحب نے دیا ہے۔ مَیں نے اس کے جواب میں ان کے اعتراض سے پیشتر کے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہی حوالجات سے اس کا رد کیا ہے۔ اس لئے اگر مصری صاحب کے پاس بھی ان کے کوئی پرانے حوالے ایسے ہیں۔ جو ان کے لئے جواب میں مفید ہو سکتے ہیں۔ تو وہ بیشک ان کو نقل کر کے بتائیں۔ کہ اگرچہ میں (مصری) نے جماعت مبایعین و غیر مبایعین کو عیسائی۔ دہریہ۔ خوارج اور شریعت اسلامیہ کو پس پشت ڈالنے والی قرار دیا ہے۔ مگر میری فلاں فلاں تحریروں کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ناکام قرار دینے کا مجھ پر اعتراض نہیں وارد ہو سکتا۔ کیونکہ ان دونوں جماعتوں کے سوا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فلاں تیار کردہ جماعت کو حق و راستی پر قائم مانتا ہوں۔

غرضکہ اس طرح مصری صاحب بھی اپنے جواب میں اپنی پہلی تحریریں پیش کر سکتے ہیں۔ بلکہ مصری صاحب تو میرے جواب سے اپنے عجز کا یوں اظہار کر رہے ہیں۔ کہ اگر سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ ہی ان کے جواب کا ردّ لکھیں گے۔ تو وہ جواب دیں گے ورنہ نہیں۔ حالانکہ میں نے خدا کے فضل سے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کے ہی پہلے کے حوالجات کو اپنے جواب میں پیش کر کے ان کے اس مطالبہ کو بھی پہلے سے پورا کر دیا ہے۔ مگر باوجود ان باتوں کے میں مصری صاحب کے لئے یہ قید نہیں لگاتا۔ کہ وہ خود ہی میرے مطالبہ کا جواب دیں۔ بلکہ اگر وہ خود جواب نہ دینا چاہیں۔ اور ان کی طرف سے ان کا کوئی بیٹا یا ان کے غیر مبایع نئے ساتھیوں میں سے کوئی اس سوال کا جواب دیدے۔ تو بھی مجھے کوئی عذر نہیں۔ کیونکہ مجھے تو اصل سوال کا جواب درکار ہے۔ ایسا ہی ان کے الزامی جواب کے ردّ میں جو ۷، ۱۴ جولائی کے "فاروق" میں مَیں نے مضمون لکھا ہے۔ اس کا بھی جواب بے شک ان کی بجائے ان کا کوئی بیٹا یا نئے ساتھیوں میں سے کوئی لکھ دے۔ اور وہ بھی اسی طرح میری ہر ایک بات کا ابطال کرے۔ کہ جس طرح مَیں نے مصری صاحب کے تمام حوالجات کا نمبروار جواب دیا ہے۔

مصری صاحب نے اپنی "گزارش" مطبوعہ "پیغام صلح" ۲۶ جولائی میں ایک دوسرے مطالبہ کا بھی بالفاظ ذیل ذکر کیا ہے۔ یعنی مصری صاحب سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:۔

"جناب نے جو خاکسار (مصری) کی طرف یہ منسوب کیا ہے۔ کہ خاکسار نے جماعت کے اکثر حصہ کو دہریہ قرار دیا ہے۔ کیا جناب نے اپنے اس قول میں سچائی سے کام لیا ہے۔ اگر لیا ہے۔ تو مہربانی فرما کر میری وہ تحریر پیش فرماویں۔ جس میں مَیں نے جماعت کے اکثر حصہ کو دہریہ قرار دیا ہو۔"

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ جس طرح مصری صاحب کی خواہش کے مطابق ان کے مطالبہ کے جواب میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہی حوالجات پیش کئے گئے تھے۔ اور اس طرح گویا وہ جواب سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ ایسا ہی مصری صاحب کے اس دوسرے مطالبہ کا بھی جو انہوں نے ۲۶ جولائی کے پیغام صلح میں کیا تھا۔ مَیں نے ۷، ۱۴ جولائی کے فاروق میں پہلے سے ہی جواب دے دیا ہے۔ یعنی مصری صاحب پوچھتے ہیں۔ کہ:۔ "خاکسار (مصری) نے جماعت کے اکثر حصہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو دہریہ قرار دیا ہے۔ اس کا جناب کے پاس کیا ثبوت ہے"؟ (ینگ اسلام ۱۵ اگست ص۸)

لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ مصری صاحب نے میرے اس مضمون کو جو ان کے الزامی جواب کے رد میں "فاروق" ۷، ۱۴ جولائی میں شائع ہوا۔ پڑھنے کی بھی جرأت نہیں کی۔ ورنہ اگر وہ اپنی تحریروں کو ہی بھول گئے تھے۔ تو کم از کم میرے اس مضمون میں اپنی گیارہ ایسی تحریریں پڑھ کر وہ ایسا مطالبہ ہرگز نہ کرتے۔ چنانچہ ان میں سے صرف دو تحریریں یہاں نقل کر کے مصری صاحب کے مطالبہ کو پورا کرتے ہوئے ان تمام تحریروں کی طرف ان کی توجہ کو پھرانا چاہتا ہوں۔ جو میں نے "فاروق" میں پہلے سے نقل کر دی ہیں۔ مصری صاحب لکھ چکے ہیں۔ کہ:-

(الف) "میں نے جو قدم اٹھایا ہے۔ محض خدا کے لئے اٹھایا ہے۔ اور جماعت کے اندر ایک بہت بڑا بگاڑ مشاہدہ کر کے جو بہت سے لوگوں کو دہریت کی طرف لے جا چکا ہے۔ اور بہتوں کو لے جانے والا ہے"۔ (ایک دردمندانہ اپیل ص۲ مورخہ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء)

(ب) پھر لکھتے ہیں:-

"اے مسیح موعود کی تیار کردہ جماعت تُو تو دنیا میں صرف اسلئے پیدا کی گئی تھی۔ کہ نہ صرف خود اسلام پر قائم ہو۔ بلکہ دوسروں کو بھی اس پر عامل بنائے۔ لیکن خدارا غور کر۔ کہ کیا ہمارے معاملہ میں تیرا رویہ شریعت کے مطابق ہے۔ یا مخالف؟ کیا تیرے مندرجہ بالا افعال لوگوں کے دلوں کو احمدیت کی طرف راغب کریں گے یا اس سے متنفر؟ کیا یہ حیرت کا مقام نہیں۔ کہ ہمارے ساتھ معاملہ کرتے وقت تیرا جو قدم بھی اٹھتا ہے۔ وہ شریعت کے خلاف ہی اٹھتا ہے"۔ (ینگ اسلام یکم فروری ۱۹۴۰ء ص۸)

جناب مصری صاحب! میں نے آپ کی ایسی ہی گیارہ تحریریں اپنے مضمون میں نقل کر دی تھیں۔ مگر باوجود اس کے آپ پوچھتے ہیں۔ کہ میں نے جماعت کی اکثریت کو کہاں گمراہ اور دہریہ لکھا ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کے "اے مسیح موعود کی تیار کردہ جماعت" کے الفاظ میں ان "بہت سے لوگوں کو دہریت کی طرف لے جا چکا ہے اور بہتوں کو لے جانے والا ہے" کہنا جماعت کے لئے کچھ کم تکلیف دہ الفاظ ہیں؟ اور جماعت ان کو بھول گئی ہے؟ ہرگز نہیں۔

جناب مصری صاحب! شاید آپ کو وہ زمانہ بھول گیا ہے۔ جبکہ آپ جناب مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کر کے ان کے اس سے کم درجہ کے الفاظ سے ہی ان کو کس طرح یاد کیا کرتے تھے۔

اور آج آپ کا ایک شاگرد یعنی خاکسار بالکل انہی الفاظ میں جو آپ نے مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کر کے لکھے۔ آپ کو مخاطب کر کے یہ کہنے پر مجبور رہے۔ کہ:-

"جناب مولوی صاحب! (اور اب جناب مصری صاحب!) میں آپ ہی کی کانشنس سے اپیل کرتا ہوں۔ اور آپ ہی سے انصافاً پوچھتا ہوں۔ کہ کیا ایک ایسی جماعت میں جو اسلام پر دل و جان سے قربان ہو۔ اور اس کے رشتہ کو جوڑنے اور اسکی حقیقت پر لوگوں کو لانے کی سچی تڑپ اپنے اندر رکھتی ہو۔ اور اپنی جانوں اور مالوں سے اس جہاد میں مصروف ہو۔ اس کے حق میں یہ کہہ دینا کہ وہ رشتۂ اسلام کو برباد کرنے والی ہے۔ (بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہنا کہ وہ "بہت سے لوگوں کو دہریت کی طرف لے جا چکی ہے۔ اور بہتوں کو لے جانے والی ہے"۔ ناقل) اس کے لئے رنجدہ اور دل آزار نہیں؟"

(الفضل ۱۵ دسمبر ۱۹۲۱ء ص۳)

پھر یہاں تک ہی بس نہیں۔ کہ مصری صاحب جماعت احمدیہ کو "دہریہ" وغیرہ کہتے ہیں۔ بلکہ وہ لکھ چکے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کس طرح:-

"محض ایک انسان کو خوش کرنے کے لئے شریعت اسلامیہ کو قائم کرنے کی بجائے اسے پس پشت ڈال رہی ہے۔ اور کس طرح بجائے حقیقی مسلمانوں کی اقتدا کرنے کے خوارج کے نقشِ قدم پر چل رہی ہے"۔ (ینگ اسلام یکم فروری ۱۹۴۰ء ص۷)

لیکن باوجود اس کے مصری صاحب خیال کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کی اکثریت کو گمراہ نہیں قرار دیا۔

مگر مصری صاحب! اسجگہ میرے پہلے مطالبہ کے ساتھ ایک اور مطالبہ کا بھی اضافہ کر لیں۔ اور ان دونوں کا جواب تحریر فرماویں۔ اور میرا وہ دوسرا مطالبہ اور قابل حل امر یہ ہے۔ کہ میرے مطالبہ کے بار بار دہرائے جانے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔ اور ساری جماعت کو خطاب کر کے شریعت اسلامیہ کو پس پشت ڈالنے والی قرار دینے کے بعد آپ کو سمجھ آ گئی ہے۔ کہ ایسا کہنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو (معاذ اللہ) ناکام دنیا سے جانے والا ٹھہرانا ہے۔ لہذا آپ جماعت احمدیہ کی اکثریت کو گمراہ اور دہریہ قرار دینے سے منکر ہو رہے ہیں۔ سو اب میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر واقعی آپ بھی جناب مولوی محمد علی صاحب کے اس بیان سے پورا پورا اتفاق رکھتے ہیں۔ جو انہوں نے "پیغام صلح" کے اسی ۲۶ جولائی کے پرچہ میں لکھا ہے۔ جس میں آپ نے "گزارش" کی ہے۔ کہ:-

"کسی جماعت پر جو حکم لگایا جاتا ہے۔ وہ اسکی اکثریت پر ہی لگایا جاتا ہے۔ ورنہ ایک قلیل تعداد کمزوروں کی ہر جگہ ہوتی ہے"۔ تو پھر جناب مصری صاحب فرماویں۔ کہ جماعت مبایعین کے قلیل التعداد کمزوروں کی وجہ سے جو بقول مولوی محمد علی صاحب "ہر جگہ ہوتی ہے"۔ آپ نے جماعت احمدیہ کی نسبت کیوں خارجی۔ دہریہ۔ شریعت کو پس پشت ڈالنے والی وغیرہ کے فتاوی جاری کئے۔ اور جبکہ آپ اب میرے مطالبہ سے تنگ آ کر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ کہ میں نے جماعت کی اکثریت کو گمراہ اور دہریہ نہیں کہا۔ اور نہ آپ کے نزدیک جماعت کی اکثریت ایسی ہے۔ بلکہ اکثریت حق پر ہی قائم ہے۔ تو پھر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت۔ صحابہ کی اکثریت اور جماعت کے سواد اعظم کا ساتھ کیوں چھوڑ دیا؟ یعنی جبکہ آپ اسی جماعت کی اکثریت کو حق و راستی پر قائم ماننے پر مجبور ہیں۔ جیسا کہ آپ کا یہ اقرار بھی موجود ہے۔ جو آپ نے اپنے اشتہار "جماعت کو خطاب" ص۲ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے لکھا ہے۔ کہ:-

"دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے صحیح عقائد و تعلیم پر قائم ہو۔ بجز اس جماعت کے جس نے آپ کو خلیفہ تسلیم کیا ہوا ہے"۔

تو اس اقرار کی موجودگی میں آپ نے مَن شَذَّ شُذَّ فی النار کی وعید نبوی کو نظر انداز کرتے ہوئے کیوں جماعت کی اکثریت سے علیحدگی اختیار کر لی ہے؟

خلاصہ یہ کہ مصری صاحب کے پہلے مطالبہ کا جواب جو در اصل میرے مطالبہ کا جواب تھا۔ میں نے لکھتے ہوئے چونکہ اس میں جوابی حوالجات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ہی کے نقل کئے ہیں۔ اسلئے کوئی وجہ نہیں۔ کہ مصری صاحب یا ان کا کوئی ساتھی اس کا جواب نہ دے۔ ہاں اگر ان کے نزدیک کوئی ایسی بات رہ گئی ہو۔ جس کا جواب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے نقل کردہ حوالجات میں نہیں ہے۔ تو ان کے بتانے پر اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔ سو مصری صاحب کا فرض ہے۔ کہ وہ میرے مطالبہ کا جواب پیش کریں۔ اور نیز اس مطالبہ کا جواب بھی دیں۔ کہ جبکہ وہ یہ کہنے لگ گئے ہیں۔ کہ میں نے جماعت کی اکثریت کو گمراہ نہیں کہا۔

پیغامی مشن!

مولوی محمد علی صاحب کی غلط بیانیاں

(۵)

اس مضمون کے نمبر ۳ اور ۴ میں میری تنقید مولوی محمد علی صاحب کے اس رسالہ پر ہے۔ جس کا نام "المصلح الموعود" ہے۔ اور یہ پانچواں نمبر بھی اسی رسالہ پر ہے۔ اس رسالہ کی تمہیدی عبارت شروع سے لے کر ص۴ تک ہے۔ اور اس تمہید میں بعض امور بیان کئے گئے ہیں۔ ان امور میں سے تین امور جو میں نے ص۳ تک اخذ کئے تھے۔ ان کا جواب بفضل خدا مفصل طور پر میں بیان کر چکا ہوں۔ اب آگے کچھ امور کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ص۴ کے آخر میں لکھا ہے۔

"دنیا کی تاریخ اس بات پر بھی شاہد ہے۔ کہ موعود ہونے کی پیشگوئیوں کے مصداق ہونے کا دعویٰ ایسے لوگ بھی کرتے رہے ہیں۔ جو اس منصب کے حقدار نہ تھے۔ پس نہ صرف یہ ضروری ہے۔ کہ جو شخص مصلح اور موعود ہو۔ وہ یہ دعویٰ کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس مقام پر کھڑا کیا ہے۔ بلکہ سچے اور جھوٹے میں شناخت کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ اور امور بھی رکھے ہیں"۔ "وہ سچے کی تائید میں اس قدر نشانات ظاہر کرتا ہے۔ کہ سعید طبائع کو خود اس کے سامنے جھکنا پڑتا ہے"۔ ص۵

اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے یہاں بھی ایک سخت مغالطہ دیا ہے۔ کیونکہ یہ بات بھی وہاں ہی مطابقت کرتی ہے۔ جہاں پیشگوئی کرنے والے اور موعود کے درمیان ایک کافی وقفہ ہو۔ اور پیشگوئی کرنے والا خود معین نہ کر جائے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی اور ہے۔ اور میں اس پر کافی روشنی ڈال چکا ہوں۔ مختصر یہ کہ یہاں یہ بات واقعہ ہوئی ہے۔ کہ خدا کا مسیح علیہ السلام خدا کے آگے چالیس روز رو رو کر دعا کرتا ہے۔ کہ اے اسلام کے مالک خدا اے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خدا مجھے ایک لڑکا عطا کر۔ جو ان صفات اور اخلاق سے متصف ہو۔ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ "میں تجھے ایک رحمت کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو (جو تو چالیس روز رو رو کر کرتا رہا۔ ناقل) اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ .... سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملیگا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے اور تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔" (تذکرہ صفحہ ۱۱۱)

اب اے ناظرین جو چال امیر پیغام چل رہا ہے۔ اور لوگوں کو اندھیرے میں رکھنا چاہتا ہے۔ دھوکہ۔ فریب دیتا ہے۔ کیا مذکورہ بالا واقعہ مولوی محمدؐ علی صاحب کے اس مکر کی جڑ نہیں اکھیڑ رہا؟ کیا مولوی صاحب اس واقعہ کے مطابق کوئی مثال پیش کرکے اپنے مکر کو ثابت کرسکتے ہیں؟ دیدہ باید۔

میں نے تو اس طرح کے واقعہ کی دو مثالیں قرآن کریم سے بھی پیش کردی ہیں۔ ایک حضرت ہارون علیہ السلام کی اور ایک حضرت یحییٰؑ کی۔ کیا مولوی محمدؐ علی صاحب بھی کوئی مثال پیش کریں گے؟

اے جماعت احمدیہ کے نوجوانوں آپ کو چاہیئے کہ آپ لوگ مولوی محمد علی صاحب اور اسکی پارٹی کے سامنے وہ لفظ جن پر میں نے لکیریں ڈال دی ہیں۔ پیش کرکے ان کا جواب لو۔ کہ ان کا کیا مطلب ہے۔ یعنی "اسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔" حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا مانگا تھا۔ اور خدا نے کیا دیا۔ کیا حضرت صاحب نے یہ مانگا تھا۔ کہ ایک لڑکا مبارک احمدؐ دے۔ جو سات سال کا ہو کر مر جائے۔ یا یہ مانگا تھا۔ کہ چار سو سال کے بعد پیدا ہو۔ مولوی صاحب کو کوشش کی لینی چاہیئے۔ پھر چالیس دن رو رو کر دعائیں یہ کی تھیں۔ کہ مبارک احمدؐ پیدا ہو کر ساتویں سال مر جائے۔ یا چار سو سال کے بعد کوئی لڑکا پیدا ہو۔

پھر اس عبارت میں تین بار اللہ تعالیٰ نے لڑکا۔ لڑکا کرکے کہا ہے۔ اور تین لفظ۔ تخم ذرّیت۔ نسل استعمال کئے ہیں۔ عام طور پر شرعی شہادت دو کی ہوتی ہے۔ اور بعض امور میں چار کی ہوتی ہے۔ مگر یہاں خدا تعالیٰ کو کیا ضرورت پیش آئی۔ کہ چھ گواہ اکٹھے بیان کر دیئے۔ اس میں کیا حکمت اور کیا بھید ہے۔ ان چھ شہادتوں میں اللہ تعالیٰ کی جو حکمت ہے۔ میں انشاء اللہ پھر کسی موقعہ پر ناظرین کے پیش کرونگا۔ اس وقت میرے مدنظر اختصار ہے۔

پھر ناظرین اس بات کو بھی غور سے دیکھیں کہ الہام نے دو بار ہی ہی لاکر کلام کو اس قدر مضبوط کردیا ہے۔ کہ امیر پیغام اور اس کے ساتھیوں کے مکر۔ فریب کا گولا بارود اس خدائی قلعہ پر کچھ بھی اثر نہیں کر سکتا۔

کیا یہ تعجب کی بات نہیں۔ کہ بقول مولوی محمدؐ علی صاحب یوں تو خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ میں وُہی کچھ دوں گا۔ جو تُو نے مانگا۔ اور کیا مانگا۔ وہ خود ہی بتلا دیا۔ کہ ایک لڑکا جو تیرے تخم سے ہو۔ مگر بقول مولوی محمدؐ علی صاحب دیتا دلاتا کچھ نہیں۔ یونہی ٹال دیا۔ مبارک احمدؐ دیا۔ وہ ساتویں سال مر گیا۔ اب چار سو سال کے بعد وہ نشانِ رحمت دیگا۔ جس نشان کے دیکھنے والوں میں سے نہ محمدؐ علی صاحب اور نہ ان کے زمانے کے لوگ موجود ہوں گے۔ واہ محمدؐ علی صاحب کیا نشانِ رحمت اور بشارت ہے۔ کیا آپ اندر ہی اندر قادر خدا کے منکر تو نہیں ہو چکے۔ سچ بتلاؤ۔ کہ یہ کیا بات ہے۔ کہ ایسے وعدہ خلاف خدا کو پیش کر رہے ہو۔ کیا کوئی عقلمند ایسے وعدہ خلاف خدا کو مان سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس یاد رہے۔ کہ جب ملہَم یعنی مسیح موعود علیہ السلام نے خود مقرر اور معین کرکے ایک چیز خدا سے مانگی ہے۔ اور ملہِم یعنی خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ میں وہی دوں گا۔ جو تُو نے مانگا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے وہ لڑکا دے بھی دیا۔ اور خود مسیح موعود علیہ السلام نے بتلا دیا۔ کہ یہ وہی لڑکا مصلح موعود ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے فعل سے بھی ثابت کردیا۔ اور محمدؐ علی صاحب نے (جب وہ قادیان میں تھے) اور اس کے ساتھیوں نے تسلیم کرلیا۔ کہ یہ وہی لڑکا ہے۔ جو مصلح موعود ہے۔ تو اب مولوی محمدؐ علی صاحب کے شور ڈالنے سے کیا بنتا ہے۔ مولوی صاحب اور ان کے ساتھی قیامت تک شور ڈالتے رہیں۔ مگر یاد رکھیں کہ قَدْ وَقَعَ مَا کَانَ وَاقِعًا۔ اب شیعوں اور خوارج کی طرح روتے پیٹتے رہو۔ کچھ نہیں بنے گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے کہا۔ کہ میں نے تیری گریہ زاری کو سُن لیا۔ میں ایک لڑکا تجھے دوں گا۔ اس پر خدا کے رسول مسیح موعود علیہ السلام نے پوچھا۔ وہ لڑکا کب پیدا ہوگا۔ تو جواب میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ نُو سال کے اندر اندر پیدا ہوگا۔ اتفاق ایسا ہؤا۔ کہ اسی نُو سال کے اندر ایک لڑکا پیدا ہؤا۔ اور مر گیا۔ اس پر خدا کے نبی مسیح موعود علیہ السلام کو قدرے خیال آیا۔ کہ شاید مخالف کو موقعہ ملا۔ اللہ تعالیٰ نے تسلی دی۔ کہ فکر نہ کرو۔ اب جو لڑکا پیدا ہوگا۔ وہی مصلح موعود ہے۔ بشیر اول کے بعد مصلح موعود پیدا ہوگا۔ بلا توقف پیدا ہوگا۔ اس کا نام محمود احمدؐ۔ فضل عمر ہوگا۔ یعنی وہ تیرا دوسرا خلیفہ ہوگا۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دوسرا خلیفہ تھا۔

پھر اس الہام میں ایک لفظ "پاک لڑکا" بھی ہے۔ اس میں بتلایا گیا۔ کہ بعض شریر النفس شیطان کے چیلے اس "پاک لڑکے" پر ناپاک الزام لگائیں گے۔ مگر خدا تعالیٰ اسے پاک ثابت کریگا۔ پھر مولوی محمدؐ علی صاحب کا یہ فقرہ کہ "بیچے کی تائید کرتا ہے۔ اور "نشانات ظاہر کرتا ہے"۔ "کہ سعید طبائع کو خود اس کے سامنے جھکنا پڑتا ہے"۔ کیا ابھی تک مولوی صاحب نے اس کا نظارہ نہیں دیکھا۔ اگر ابھی تک تسلی نہیں ہوئی۔ تو ذرا اور صبر کرو۔ خداوند کریم بڑے بڑے نشان دکھلائے گا۔

کیا مولوی صاحب کو وہ زبردست نشان بھول گیا۔ جو حضور ایدہ اللہ نے خلیفہ ہونے کے معاً بعد "لیمزقنھم" والی پیشگوئی فرمائی تھی۔ یعنی خداوند کریم پیغام پارٹی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا۔ کیا یہ نشان پورا نہیں ہؤا۔ کیا خواجہ کمال الدین صاحب اور اس کا بھائی جمال الدین صاحب اور ڈاکٹر محمدؐ حسین شاہ وغیرہم مولوی محمدؐ علی صاحب پر ناراض ہو کر اور اسکی پارٹی سے علیحدہ ہو کر نہیں مرے۔ اب اس پارٹی میں سے صرف مولوی صدر الدین مولوی صاحب کے ساتھ ہے۔ مگر وہ دن قریب ہیں۔ کہ ان دونوں میں بھی اختلاف واقع ہوگا۔ انشاء اللہ اور دنیا دیکھ لیگی۔ باقی سب کا تو بفضل خدا خاتمہ ہؤا۔ کچھ حضرت خلیفۃ المسیح الموعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرکے دوبارہ سلسلہ میں داخل ہو کر "مسلماں را مسلماں باز کردند" کے مصداق بن گئے۔ اور کچھ موت کے ہاتھ پر بیعت کرکے مولوی محمدؐ علی صاحب کو اکیلے مرثیہ خوانی کے لئے چھوڑ گئے۔ لیکن مولوی محمدؐ علی صاحب کہتے ہیں۔ کہ ابھی کوئی نشان نہیں دیکھا۔

پھر مولوی صاحب اس تمہید کے آخر میں لکھتے ہیں۔ "اہل بصیرت کے لئے تو یہ بحث جو اوپر ہو چکی ہے۔ یہ بات ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ کہ صاحبزادہ مرزا محمود احمدؐ صاحب کو مصلح موعود تجویز کرنے میں ہمارے احباب نے کس قدر غلط راہ اختیار کی ہے۔ وہ اپنے دوسرے بہنوں اور بھائیوں کی طرح اور حضرت صاحب کے بعض دوسرے احباب کے لڑکوں اور لڑکیوں کی طرح موعود تو ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کی پیدائش کی نسبت پیشگوئیاں ہیں۔ جیسے ان دوسروں کی نسبت۔ لیکن مصلح موعود کا مقام وہ عظیم الشان اور عالی مقام ہے۔ جس پر کسی شخص کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی شخص کھڑا نہیں کر سکتا۔" (صفحہ ۸۰)

اس جگہ مصلح موعود کی پیشگوئی کو خلط ملط کرنے کے لئے کس قدر دھوکہ۔ فریب سے کام لیا گیا ہے۔ مگر ہم نے بھی بفضل خدا اس عنکبوتی تانے بانے کو چوتھے نمبر میں خوب توڑ کر رکھ دیا ہے۔ اب ہم دیکھیں گے۔ کہ مولوی محمدؐ علی صاحب یا ان کا کوئی ساتھی کس طرح اس کو رفو کرتا ہے؟

اس عبارت میں مولوی محمدؐ علی صاحب نے مان لیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میاں محمود احمدؐ کی پیدائش کی بھی کہیں پیشگوئی کی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ وہ کہاں کی ہے۔ دیکھو جو جگہ بھی بتلاؤ گے۔ وہاں سے ہی تم پکڑے جاؤ گے۔ بتلاؤ تو سہی۔ وہ کونسی جگہ ہے۔ یاد رہے۔ کہ تم ۱۰ر جولائی والا اشتہار اور سبز رنگ کا اشتہار اور مکتوب بنام مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ ہی پیش کرسکتے ہو۔ اور یہ تینوں چیزیں خاص مصلح موعود کے لئے ہی ہیں۔ چلیئے آپ کہاں چلو گے۔ دیکھو ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء والے اشتہار میں یہ لفظ ہیں۔ "ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا۔ جس کا نام محمود احمدؐ ہوگا۔ اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔" بتلایئے محمود احمدؐ مصلح موعود کا اصل نام نہیں ہے؟ پھر "اولوالعزم" کیا مصلح موعود کی صفت نہیں؟

اب سبز اشتہار کی عبارتیں بھی سُن لو۔ "الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا۔ اور بیان کیا۔ کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے۔ دیکھو اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء و اشتہار ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء۔ سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہوگیا۔ اور فوت بھی ہوگیا۔ اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا۔ کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔ پیدا نہیں ہؤا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔" سبز اشتہار صفحہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس میں حضور علیہ السلام صاف فرماتے ہیں۔ کہ ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں دو لڑکے بتلائے گئے تھے۔ ایک مرنے والا بشیر اول سو وہ پیدا ہو کر مر گیا۔ پیشگوئی کا اتنا حصہ پورا ہوا۔ اور دوسرا لڑکا وہ ہے۔ جو مصلح موعود ہے۔ جس کا ایک نام بشیر ثانی اور دوسرا نام محمود ہے۔ پھر اس میں جو یہ لفظ ہے۔ "خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق" یہ وہی موافقت ہے۔ جو ۲۰؍ فروری والے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ "اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔"

مولوی محمد علی صاحب کو خود تسلیم ہے۔ کہ "یاد رہے۔ کہ مصلح موعود کی اصل پیشگوئی ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار میں ہی ہے۔ اور اوپر کے حوالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ "الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا۔ اور بیان کیا۔ کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے۔ دیکھو اشتہار ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء و اشتہار ۱۰؍ جولائی ۱۸۸۸ء۔ سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا۔ اور فوت بھی ہو گیا۔ اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا۔ کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے۔"

پس ۲۰؍ فروری ۸۶ء والے اشتہار میں دو لڑکوں کی پیشگوئی تھی۔ ایک مرنے والے کی۔ اور ایک مصلح موعود زندہ رہنے والے اور لمبی عمر پانے والے کی۔ مرنے والے کا نام بشیر اول تھا۔ مصلح موعود کا نام بشیر ثانی اور محمود۔ اور سبز اشتہار ص۲ پر جو حضور نے وعدے کا لفظ فرمایا ہے۔ اس سے مراد وہی وعدہ ہے۔ جو ۲۰؍ فروری کے اشتہار میں وعدہ تھا۔ اور جو میعاد کا لفظ ہے۔ اس سے مراد وہی نو سال ہے۔ جو اشتہار "واجب الاظہار" میں ان الفاظ میں کیا۔ کہ "لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ سال کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو گا۔ خواہ جلد ہو۔ خواہ دیر سے۔ بہرحال اسی عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔ دیکھیں یہ ہیں وہ نو سال جو مصلح موعود کے لئے مقرر اور متعین ہوئے۔

پھر سبز اشتہار کے ص۲۱ پر تحریر کیا۔" اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجیگا۔ جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰؍ جولائی ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا۔ کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہو گا۔ یخلق اللہ مایشآء اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا۔ کہ ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی" یعنی ایک بشیر اول مرنے والے پر اور ایک مصلح موعود بشیر ثانی محمود پر۔ اور ۲۰؍ فروری ۸۶ء والی پیشگوئی مخالف کو تسلیم ہے۔ کہ یہ اصل مصلح موعود کے لیے ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ ۲۰؍ فروری ۸۶ء والی پیشگوئی میں دو لڑکے تھے۔ ایک بشیر اول مرنے والا۔ دوسرا مصلح موعود بشیر ثانی۔ اور بشیر ثانی کا دوسرا نام محمود ہے۔

پھر اسی سبز اشتہار کے ص۲۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔ " اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے۔ وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے۔ کہ اس کے ساتھ فضل ہے کہ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا۔ اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔ اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔"

اب میرے سوال کا جواب دو۔ کہ حضرت محمود کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس کتاب یا اشتہار میں کی ہے۔ جس جگہ بھی بتلاؤ گے۔ وہاں ہی پکڑے جاؤ گے۔

تیسری چیز جو آپ بتلا سکتے ہیں۔ وہ مکتوب بنام حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ ہے۔ اور اس مکتوب میں بھی قریباً وہی عبارتیں ہیں۔ جو سبز اشتہار میں ہیں۔ ہاں اس کے دو حوالے نقل کر دیتا ہوں۔ تاکہ یہ مضمون مکمل ہو جائے۔ جب بشیر اول کی وفات ہوئی۔ تو حضور علیہ السلام کو مندرجہ ذیل الہام ہوا۔

"احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ وقالوا تاللہ تفتئو تذکر یوسف حتی تکون حرضا او تکون من الھالکین۔ شاھت الوجوہ فتول عنھم حتی حین۔ ان الصابرین یوفی لھم اجرھم بغیر حساب۔ اب خدا تعالیٰ نے ان آیات میں صاف بتلا دیا۔ کہ بشیر کی موت لوگوں کی آزمائش کے لئے ایک ضروری امر تھا۔ اور جو کچے تھے۔ وہ مصلح موعود کے ملنے سے نومید ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ تو اسی طرح اس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ قریب المرگ ہو جائے گا۔ یا مر جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے مجھے فرما دیا۔ کہ ایسوں سے اپنا منہ پھیرے۔ جب تک وہ وقت پہنچ جائے۔"

اس الہام میں مصلح موعود کا نام یوسف بھی رکھا گیا۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مصلح موعود کے مخالف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے بعض خاص لوگ ہو جائینگے جو اپنے آپ کو مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی اولاد سمجھتے ہیں۔ جو یوسف کے بھائیوں کی طرح ہوں گے۔ دوئم یہ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عملاً تمسخر کریں گے۔ اور کہیں گے اس کو مصلح موعود نہیں بھولتا۔ رات دن اسی کا نام لیتا رہتا ہے۔ سوئم یہ کہ جو ناامید ہوں گے وہ کچے ہوں گے۔ اسکی تائید ایک دوسرا الہام بھی کرتا ہے۔ جو یہ ہے۔

"سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا۔ سب مولوی ننگے ہو جائیں گے۔ انا اللہ ذو المنن۔ انی مع الرسول اقوم" (تذکرہ ص۳۷۶)

چہارم یہ کہ ایسے لوگوں سے حضور کو منہ پھیر لینے کا حکم ہے۔ گویا ان کے خیالات بالکل بیہودہ اور باطل ہیں۔ اور ایسے معترضوں کی احمدیت بھی خوب ظاہر ہے۔

پنجم یہ کہ مصلح موعود حضرت صاحب کی زندگی میں پیدا ہوا۔ اور آپ نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ کیونکہ اس فقرے سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ جو یہ ہے۔ "جب تک وہ وقت پہنچ جائے۔" یہ وقت حضور کی زندگی میں پہنچ گیا۔

نیز اس مماثلت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس طرح یعقوبؑ نے یوسفؑ کو دیکھ لیا تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصلح موعود کو دیکھ لیں گے۔ اور ضرور دیکھ لیا۔ خدا تعالیٰ کا کلام پورا ہوا۔ اور مخالفوں کا منہ کالا۔ پھر اسی مکتوب کے آخر میں تحریر فرمایا۔

" اور چونکہ اس پسر متوفی کو اسؔ آنے والے فرزند سے تعلقات شدید تھے۔ اور اسؔ کے وجود کے لئے یہ بطور ارہاص تھا۔ اس لئے الہامی عبارت میں جو ۲۰؍ فروری ۸۶ء کے اشتہار میں درج تھی۔ ان دونوں کے ذکر کو ایسا مخلوط کیا گیا۔ کہ گویا ایک ہی ذکر ہے۔ ایک الہام میں اُسؔ دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ کہ دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا۔ یہ وہی بشیر ہے۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا۔ اولوالعزم ہو گا۔ اور حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔ یخلق مایشآء۔"

اس عبارت میں مندرجہ ذیل الفاظ قابل غور ہیں۔ ایک تو ضمیر اُس اور دوئم ۲۰؍ فروری ۸۶ء اور سوئم ارہاص۔ چہارم۔ تعلقات شدید پنجم دونو۔ ششم دوسرا بشیر۔ ہفتم دوسرا نام محمود۔ ہشتم اولوالعزم۔ نہم حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔ دہم یخلق مایشآء۔"

یہ سب الفاظ مصلح موعود کے لئے ہیں۔ اگر کوئی انکار کرے گا۔ تو جواب میں اچھی طرح سمجھا دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

(حکیم نظام الدین مبلغ)

نوٹ :۔ مصلح موعود کے متعلق مولوی محمد علی صاحب نے "المصلح الموعود" جو رسالہ لکھا تھا۔ اس کا لطیف اور دندان شکن مگر مدلل جواب دیکھنا ہو۔ تو "خلافت محمود اور مصلح موعود" نام کی کتاب دفتر فاروق سے طلب کر کے لطف اٹھائیں۔ جس کی قیمت صرف ۱۰؍ معہ محصولڈاک ہے۔ مگر وی پی منگانے پر ۱۵؍ خرچ ہوں گے۔ ۱۰؍ کے ٹکٹ ڈاک بھیج کر ایک نسخہ منگا لیں۔ اس کے کم نسخے باقی ہیں۔ اور کل کتاب ختم ہو چکی ہے۔ (ایڈیٹر فاروق)

ایڈیٹر پیغام اور عبد اللہ خانصاحب نمبردار کو نوٹس

۱۲؍ ستمبر کے "پیغام صلح" میں ص۲ پر جناب عبد اللہ خان صاحب نمبردار چک ۱۷۶ ج۔ب۔ ضلع لائلپور کا ایک مراسلہ شائع ہوا ہے۔ جس میں نمبردار صاحب نے ناواقفیت کی وجہ سے پھر کتاب "دین الحق یا ہمارا مذہب" کی مکرر اشاعت کا مطالبہ کرتے ہوئے بافصد جلد کی خریداری کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ میں قبل ازیں فاروق مورخہ ۲۱؍ جولائی ۱۹۴۰ء کے ص۹ کالم دوم پر اعلان کر چکا ہوں۔ کہ اہل پیغام ایک ہزار کاپی کی نصف قیمت پیشگی بحساب ۱۲؍ فی کاپی مبلغ ۳۷۵ روپیہ جلد ارسال کر دیں۔ تاکہ کتاب مذکور کو طبع کرا کر ان کو بھیجدی جائے۔ مگر اب تک نہ پیشگی رقم آئی۔ نہ کوئی جواب آیا۔ "چنیں شخنند کہ گوئی مرد نند" کا مصداق بنگئے۔ تاہم پھر اشاعت کا مطالبہ کرتے ہوئے شرماتے نہیں۔ جلد رقم بھیج دو۔ اور کتاب لو۔ (ایڈیٹر)

ؔ اُس کی ضمیر پر بھی غور کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملفوظات حضرت حکیم الامت نور الدین اعظم خلیفہ اول رضؓ

(راوی منشی محمد عبد اللہ صاحب بوتالوی)

مکرم و محترم جناب حضرت میر قاسم علی صاحب زاد عنایتہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

خاکسار نے اپریل ۱۹۱۲ء میں قریباً عرصہ دو ماہ تک حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کی خدمت میں حاضر رہ کر استفادہ حاصل کیا تھا۔ اس عرصہ میں خاکسار کو خدا کے فضل سے یہ توفیق ملی۔ کہ حضور کے درس قرآن میں بھی جو دن میں تین دفعہ۔ دوپہر۔ بعد عصر۔ بعد مغرب ہوا کرتا تھا۔ شامل ہوتا رہا۔ اور بعض نکتے نوٹ کر لیا کرتا تھا۔ علاوہ اس کے حضور کی مجلس میں جو ملفوظات کے موتی لٹتے رہتے تھے۔ بقدر استطاعت ان کو بھی نوٹ کر کے سمیٹ لیتا رہا۔ آج مجھے خیال آیا۔ کہ بعض باتیں جو کسی نہ کسی رنگ میں دیگر اصحاب کو مفید ہو سکتی ہیں۔ آپ کے اخبار کے ذریعہ سے احباب تک پہنچا دوں۔ اور ان کے فائدے کو اپنی ذات تک ہی محدود نہ رکھوں۔ واللہ الموفق للصواب۔ (محمد عبد اللہ)

(۱) ۱۱ اپریل ۱۹۱۲ء کو بوقت درس دوپہر آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے الہام کیا۔ کہ لوگوں سے بیعت لیں۔ آپ بیعت کا طریق نہ جانتے تھے۔ آپ نے توجہ کی۔ کہ کس طرح بیعت لوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ہوا۔ اور ان دس شرائط بیعت کی تفہیم ہوئی۔ ایک شخص نے کہا۔ کہ حضور مجھے یہ شرائط تحریر کرنے اور شائع کرنے سے پہلے ہی بتا دیں۔ تاکہ میں اول ہی عمل کرنا شروع کر دوں۔ آپ کو یہ سوال بہت بُرا لگا۔ چنانچہ بعد میں پہلا دشمن حضرت صاحب کا وہی شخص ہوا۔ جو کہ اس قدر جلدی حکم کی تعمیل کرنے کے واسطے تیار تھا۔

(۲) ۱۱ اپریل ۱۹۱۲ء کو فرمایا کہ "بارہ علم ضروریہ ہیں۔ (۱) کل جزو سے بڑا ہوتا ہے (۲) ایک جگہ میں دو جسم نہیں ہو سکتے۔ (۳) کوئی چیز یا چل کر آوے۔ یا خواہ چل کر جاویں۔ تب اس کو پا سکتے ہیں۔ (۴) کوئی چیز گم نہیں ہو سکتی۔ (۵) کوئی چیز بے سبب نہیں ہو سکتی۔ (۶) زبان بولتی ہے۔ کان سنتے ہیں۔ اگر کوئی کہے۔ کہ پاؤں سے بلاؤنگا تو یہ ممکن نہیں۔ یہ علم ضروریہ ہیں۔ جن کے بیان کرنے یا سمجھانے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ علوم خدا کی طرف سے انسان کو دیئے گئے ہیں۔ یہ چھ میں نے بیان کر دیئے ہیں۔ باقی چھ میں تم غور کرو"۔

(۳) فراک کوٹ کو (جو پیچھے سے پھٹا ہوا ہوتا ہے) عربی میں فواج کہتے ہیں۔ اور جو پیچھے سے پھٹا ہوا نہ ہو۔ اسکو قباء کہتے ہیں۔

(۴) ۱۴ اپریل ۱۹۱۲ء کو چند آدمی جو شادیوال ضلع گجرات کے باشندہ تھے۔ بیعت کرنے کے واسطے آئے۔ انہوں نے درخواست کی۔ کہ ہماری بیعت جلدی ہو جاوے۔ اس پر فرمایا۔ کہ:۔

"لوگ جب دنیا کے کتوں اور حاکموں کے پاس جاتے ہیں۔ دیکھتے ہو۔ کس قدر زاریاں کرنی پڑتی ہیں۔ ہمارے پاس جو بیعت کے واسطے آئے ہو۔ دیکھنا تو چاہیئے۔ کہ ہم کیا ہیں۔ کس قسم کے ہیں۔ دین کوئی ٹھٹھا نہیں ہے۔ اگر ٹھٹھا (تمسخر) ہوتا۔ تو بہت سے لوگ اکٹھے ہو جاتے۔ دیکھو کنچنی کا تماشا ہوتا ہے۔ لوگ ان کو پیسہ روپیہ بھی دیتے ہیں۔ ساری ساری رات سنتے رہتے ہیں۔ کوئی ان پر کفر کا فتویٰ بھی نہیں لگاتا۔ اسلیئے آپ کو جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔ دیکھو مسجد میں دوڑ کر جانا منع ہے۔ ادب سے جانا چاہیئے۔ آ رہے ہو۔ ٹھہرو۔ جمعہ پڑھو۔ بیعت بھی ہو جائے گی"!

(۵) ۱۴ اپریل ۱۹۱۲ء کو فرمایا۔ گجرات کے ضلع میں ایک گاؤں لنڈپور نام ہے۔ وہاں کا ایک ہندو نوجوان لڑکا تھا۔ وہ ہندو سے مسلمان ہوا۔ اسکی تعلیم پر کئی ہزار روپیہ خرچ کیا۔ مجھے اس نے کشمیر خط لکھا۔ کہ میں اب گنگا جی جاتا ہوں۔ تاکہ اسلام کے ناپاک مذہب سے صاف ہو جاؤں۔ یہ ایک فطری بات ہے۔ کہ انسان کو ایسی بات۔ سے تکلیف ہوتی ہے۔ مجھے بھی تکلیف ہوئی۔ مگر میں اللہ کی طرف متوجہ ہوا۔ کہ الٰہی میں اسکو جواب دینا چاہتا ہوں۔ اور ایک ہی کارڈ بھیجنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ جواب میرے دل میں ڈالا گیا۔ اور میں نے یہ آیت لکھی۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ الخ۔ اللہ فرماتا ہے۔ کہ اگر ایک مرتد ہو جاوے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں ایک قوم دے دیتا ہے۔ میں نے اسے لکھا۔ کہ تمہارا خوشی کا بھرا ہوا خط مجھے ملا۔ جس سے مجھے یہ خوشی کی خبر ملی ہے۔ کہ خدا اس ایک کے بدلے ہمیں ایک ایسی قوم دے گا۔ جو یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ کی مصداق ہوگی۔ اس وقت میں نہ پیر تھا۔ نہ کوئی میرا مرید۔ سو اب مجھے لاکھوں آدمی کی قوم ملی ہے۔ بعد میں اس کا خط مجھے آیا۔ کہ یہ خط کسی اور نے لکھا تھا۔ اور وہ اب ہمارا مرید بھی ہو گیا ہے۔ اور اس نے حضرت صاحب کے ہاتھ پر بھی بیعت کی تھی۔

(۶) ۱۴ اپریل ۱۹۱۲ء کو فرمایا۔ کہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور بہت شاکی ہوا۔ کہ میں کیا روزگار کروں۔ میں نے اسکو کہا۔ کہ تجارت کرو۔ اس نے کہا۔ کہ وہ بھی روپیہ سے ہو سکتی ہے۔ جو میرے پاس نہیں ہے۔ میرے پاس ایک شخص کے ایک سو ساٹھ روپے امانت تھے۔ جو اس نے اس غرض کے واسطے دیئے تھے۔ کہ اس کی طرف سے تجارت کے واسطے کہیں صرف کروں۔ میں نے وہی اس کو دے دیئے۔ کچھ عرصہ کے بعد مجھے اس کے شہر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے اسکی بیوی سے پوچھا۔ کہ وہ کہاں ہے۔ اور اب کیا حال ہے۔ اس نے کہا۔ کہ کہیں سے کچھ روپیہ مار لایا ہے۔ اور حلوے اور پلاؤ پکوا کر کھا رہا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ تم نے بھی کچھ اڑائے اس نے کہا۔ کہ مشکل سے چالیس روپے میں نے بھی چھینے ہیں۔ باقی وہ سب کچھ کھا گیا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ وہ چالیس روپے کہاں ہیں۔ اس نے کہا۔ کہ ایک جگہ دبا کر رکھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ وہ نکال کر ہمارے پاس لے آنا۔ اور اپنے خاوند کو بھی لانا۔ بہت دیر کے بعد وہ عورت واپس آئی۔ اور کہنے لگی۔ کہ وہ روپے بھی وہ کسی طرح سے نکال کر لے گیا ہے۔

اعلان مختلف محلہ جات میں قابل فروخت مکانات اور قطعات زمین موجود ہیں۔ ضرورتمند ...

جنگ یورپ

(۱) شعلہ زن آگ جو ہے یورپ میں
سب کو تڑپا رہی ہے لیل و نہار
(۲) آسماں سے زمین تک ڈھونڈا
لیک باقی نہیں ہے جائے فرار
(۳) خواہ ظالم ہیں خواہ کہ ہیں مظلوم
سب مصیبت سے آج ہیں دوچار
(۴) ٹوٹتی ہے صلیب چاندی کی
قوم افرنگ کا ہے جس پہ مدار
(۵) ہے بھنور میں وہ کشتیٔ سیمین
جس میں آتش بجام تھے میخوار
(۶) خواب و خوران پہ ہو رہا ہے حرام
ہیں زمانہ کے طور سے لاچار
(۷) جو موافق تھے ہو گئے دشمن
جو ہوا خواہ تھے بن گئے اغیار
(۸) دل کے ٹکڑے ہزار لاکھ ہوئے
دیکھ مُردوں کے لاکھہا انبار
(۹) ندیاں خون کی ہیں چار طرف
آگ کی ہیں لپیٹ میں اقطار
(۱۰) ہیں تباہی کے لاکھہا ساماں
جاں بچانے کے ڈھنگ ہیں بیکار
(۱۱) اور ہوائی جہاز مثل عقاب
محو پرواز در تلاش شکار
(۱۲) گر نشانِ دیار پاتے ہیں
دُور سے دیکھتے ہیں کچھ امصار
(۱۳) تیز و تندی سے حملہ کرتے ہیں
بم گراتے ہیں ایسے آتش بار
(۱۴) زندہ انسان کو جلاتے ہیں
کس نہ دیدہ است درجہاں ایں کار
(۱۵) شہر اور باغ ہو گئے ویراں
یوں تباہ ہو گئے کئی امصار
(۱۶) کچھ نشاں بھی نہیں مکینوں کا
بے کسی ہے محافظ در و دیوار
(۱۷) کل جو تھے تخت و تاج کے مالک
چھوڑ کر آج ہو رہے ہیں فرار
(۱۸) ہیں محلات کی جگہ خس و خاک
رحم کر بس خدائے ربّ دیار
(۱۹) شرک و الحاد اس کا باعث ہے
سب ہیں تثلیث کے یہ پیرو کار
(۲۰) چھوڑ کر تین ایک۔ گر۔ مانیں
دُور ہو جائے یہ عذاب النار
(۲۱) احمدیت خدا کی رحمت ہے
اس کا جھنڈا نشانِ جنت ہے

(میر خلیل احمد منشی فاضل قادیان)

صرف احباب ہم سے خط و کتابت کریں۔ نیز جنرل سروس کمپنی تعمیر عمارت کا کام بھی کرا رہی ہے۔ خواہشمند احباب شرائط تعمیر منگوا کر فیصلہ فرمادیں۔ (مینیجر جنرل سروس کمپنی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

۵۶۲۰ع - منکہ فضل الرحمن ولد حاجی عبدالرحمن صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال پیدائشی احمدی ساکن بھیرہ محلہ معماراں ضلع شاہ پور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ ۷/۱۳۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری جائیداد اس وقت صرف ایک مکان سہ منزلہ واقعہ محلہ معماراں شہر بھیرہ ہے۔ جس میں ہم چار بھائی حصہ دار ہیں۔ اسکی موجودہ قیمت اندازاً ۱۸۰۰ روپے میری دانست میں ہے۔ جو حالات کے ماتحت کم وبیشی ہو سکتی ہے لیکن میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ ۲۲/- روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ لہذا یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان لکھدی ہے۔ کہ سند رہے۔

العبد:- فضل الرحمن موصی حال مدرس مڈل سکول سالم ضلع شاہ پور۔ گواہ شد فیض احمد انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد غلام رسول احمدی سالم۔

۵۶۶۵ع - منکہ محمد رفیق ولد چودھری علی بخش صاحب نمبردار قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن بھڑتھانوالہ ڈاکخانہ کوٹلی لوہاراں مغربی تحصیل سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ ماہ وفا ۱۳۱۹ھش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں۔ میرا گذارہ صرف ملازمت پر ہے۔ جس کی ماہوار آمد صرف ۵۱/- روپے ہے۔ میں بحق صدر انجمن احمدیہ اس ماہوار آمد کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ جو میں باقاعدہ ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر میری زندگی میں یا وفات کے وقت کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- محمد رفیق ساکن بھڑتھانوالہ حال کلرک آئی۔ ایس۔ پی سیکشن ہیڈ کوارٹرز بیس ۱ سپلائی ڈپو انبالہ چھاؤنی گواہ شد:- مرزا البشیر احمد سیکرٹری انبالہ چھاؤنی۔ گواہ شد:- خواجہ نظام دین ہیڈ بیکر گورنمنٹ بیکری انبالہ چھاؤنی۔

۵۶۱۶ع - منکہ ممتاز بیگم بنت محمد صادق قوم راجپوت عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور چھاؤنی بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ یکم شہادت ۱۳۱۹ھش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں مجھے نصرت گرلز ہائی سکول سے مبلغ پچپن روپے ماہوار بطور تنخواہ کے ملتے ہیں۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ جو کہ انشاء اللہ ماہوار ادا کرتی رہوں گی۔ نیز بوقت وفات اگر اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ کمی بیشی کی صورت میں اطلاع دی جائے گی۔

العبدہ:- ممتاز بیگم بقلم خود۔ گواہ شد علی محمد پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ لاہور چھاؤنی گواہ شد محمد صادق والد موصیہ سٹور کیپر ایم۔ ای۔ ایس لاہور چھاؤنی۔

۵۶۶۷ع - منکہ نصرت آراء زوجہ چودھری شریف احمد صاحب باجوہ قوم جٹ عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ ۷/۱۳۱۹ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ طلائی زیورات جن کی کل قیمت ۵۰۰/- روپے ہے۔ (۲) مبلغ ایک ہزار روپیہ حق مہر ہے جو میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ میں اس کے پانچویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت اس کے علاوہ جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبدہ:- نصرت آراء بقلم خود حسن منزل قادیان دار الفضل۔ گواہ شد شریف احمد باجوہ حسن منزل قادیان۔ گواہ شد غلام حسین سفید پوش حسن منزل دار الفضل قادیان

۵۶۶۹ع - منکہ عزیز الدین حکیم ولد ماہنے شاہ حکیم قوم اگھوتر پیشہ طبابت عمر اندازاً ساٹھ سال تاریخ بیعت ۲۲/۱ ساکن اٹوچک حال قادیان دار الصحت بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶ ۷/ہجرت حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ چونکہ میرے پاس یکصد روپیہ تھے۔ وہ رقم میں نے اپنے لڑکے محمد حسین کو قرضہ دے دی ہے۔ اس رقم کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میرے پاس اور کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ نیز میری اوسط ماہوار بطور پیشہ طبابت جو اندازہ دس روپے ماہوار ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور بوقت وفات اگر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- حکیم عزیز دین بقلم خود دار الصحت گواہ شد محمد حسین مدرس پسر موصی۔ گواہ شد قاضی غلام نبی مدرس محلہ دار الصحت۔

۵۶۲۸ع - منکہ عبدالرشید ولد میاں چراغدین صاحب قوم چوغطہ گورنمنٹ پنشنر عمر ۵۶ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۶ء ساکن لاہور مبارک منزل حال چوک فرید امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ ماہ ہجرت ۱۳۱۹ھش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ایک سو پچاس روپے ہے۔ جو مجھے عارضی ملازمت کے سلسلہ میں مل رہی ہے۔ علاوہ ازیں میں تین صد روپے ماہوار کا سرکاری ملازم تھا۔ چونکہ میری پنشن کا معاملہ زیر غور ہے۔ اس لئے فی الحال اسکی صحیح رقم بتانے سے معذور ہوں۔ بعد منظوری پنشن نظامت بہشتی مقبرہ کو مطلع کر دیا جائیگا۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جسقدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد عبدالرشید بقلم خود ریٹائرڈ چیف ڈرافٹسمین امرتسر حال معرفت انجمن احمدیہ راولپنڈی۔ گواہ شد محمود احمد پسر موصی۔ گواہ شد محمد عبداللہ اپر ڈویژن اسسٹنٹ آرسنل راولپنڈی۔

دوستو ابھی وقت ہے

حمائل شریف بطرز یسرنا القرآن مترجم جس کا لفظی ترجمہ علامہ جناب حافظ روشن علی صاحب اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا۔ جس کا پہلا ایڈیشن کئی سال سے ختم ہو گیا تھا۔ اور مدت سے دوست اس مترجم حمائل شریف کے متلاشی اور انتظار میں تھے۔ لہذا ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اس کا دوسرا ایڈیشن نہایت عمدگی سے لکھائی اور چھپائی اور عمدہ بڑھیا کاغذ لگا کر چھپایا گیا ہے۔ اور جس کی جلد پر سنہری ٹھپہ ہے۔ جس کی پہلے قیمت تین روپیہ تھی۔ اب اشاعت بڑھانے کے لئے نصف عہ کر دی ہے۔

احباب جلد درخواستیں بھیجدیں۔ ورنہ پھر اس کا دستیاب ہونا مشکل ہوگا۔ کیونکہ یہ جلد سے پہلے پہلے ہی فروخت ہو جائیگی۔ احمدیہ پاکٹ بک از خادم صاحب عہ

قرآن مجید مترجم معہ تفسیری نوٹ

قرآن مجید مترجم مجلد بڑا سائز جس کا ترجمہ لفظی اور بطرز یسرنا القرآن ہے۔ جو کہ منظور شدہ نظارت تالیف و تصنیف ہے۔ جس کی جلد پر سنہری ٹھپہ ہے۔ کاغذ معمولی سفید جس کا ہدیہ پہلے مبلغ دو روپے تھا۔ اب صرف ایک روپیہ ۱۲ کر دیا ہے۔ اور اعلیٰ کاغذ جلد مرا کو قیمت تین روپیہ۔ اور بڑھیا کاغذ جلد خالص چمڑا تین روپیہ آٹھ آنے۔ رنگین کاغذ مجلد جس کی جلد پر سنہری ٹھپہ ہے۔ جس کا ہدیہ پہلے دو روپیہ چار آنے تھا۔ اب صرف دو روپے کر دیا ہے۔

حمائل شریف مترجم

جس کا علامہ سید محمد سرور شاہ صاحب نے با محاورہ ترجمہ کیا ہے۔ جس کی جلد پر سنہری ٹھپہ ہے۔ بڑھیا کاغذ عہ چند نسخے موجود ہیں۔

حمائل شریف معریٰ - بطرز یسرنا القرآن قیمت عہ مجلد عکسی حمائل شریف۔ جس کی جلد ولایتی ہے۔ جس کے کنارے سنہری۔ جس کی جلد پر سنہری ٹھپہ۔ ہدیہ صرف ایک روپیہ۔ یہی عکسی حمائل شریف درمیانی جلد ۹ر اور معمولی جلد ۸ر۔

محقق بجائے عہ کے ایک روپیہ۔ صرف آٹھ نسخے ہیں۔

سلسلہ کتب اسلام ہر پنج حصہ جو کہ منظور شدہ نظارت تالیف و تصنیف و منظور کردہ نظارت تعلیم و تربیت ہے۔ اور یہ کتابیں مدرسہ احمدیہ قادیان اور گرلز ہائی سکول قادیان میں پڑھائی جاتی ہیں۔ مکمل سٹ عہ مجلد عہ۔ **محمد عنایت اللہ** تاجر کتب قادیان سے طلب کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جنگی اور عام چیدہ خبریں

قاہرہ ۔ ۱۵ ستمبر ۔ اطالوی افواج مصر میں داخل ہو کر سلوم کے مقام پر قابض ہو گئی ہیں۔ اس مقام کو کوئی فوجی اہمیت حاصل نہیں۔ یہ مقام قاہرہ سے ۲۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے وزیر اعظم مصر نے تمام پارٹیوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک قومی پارٹی بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس مقام کے آگے بڑا صحرا ہے۔ جس میں پینے کو پانی تک نہیں ملتا۔

لنڈن ۱۵ ستمبر آج جرمن طیاروں نے تین بار لنڈن پر حملہ کیا۔ بکنگھم پیلس پر بھی بم گرائے گئے۔ خوش قسمتی سے ملک معظم اور ملکہ معظمہ محل سے باہر تھے۔ ملکہ کے پرائیویٹ کمرہ کو نقصان پہنچا۔ کئی سالوں کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے۔ کہ سینٹ پال کے گرجا میں عبادت نہ کی جا سکی۔ کیونکہ اس پر دیر سے پھٹنے والے بم پھینکے گئے تھے۔ گرجا بند کر دیا گیا ہے۔

بمبئی ۔ ۱۵ ستمبر آج آل کانگرس کمیٹی کے اجلاس میں صدر کانگرس نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ گذشتہ چند روز کے واقعات کے پیش نظر گاندھی جی سے کانگرس کی باگ ڈور سنبھالنے کی گذارش کرنا ناگزیر ہو گیا تھا۔ اور یہ خوشی کا مقام ہے۔ کہ انہوں نے اس درخواست کو منظور کر لیا ہے۔ گاندھی جی نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ میں برطانیہ کا گہرا دوست ہوں۔ اور انتہائی مجبوری کے سوا قانون شکنی نہیں کروں گا۔ لیکن اگر اس موقعہ پر بھی میں نے براہ راست قدم نہ اٹھایا۔ تو میں برطانیہ کے ساتھ دشمنی کرونگا۔ میں برطانیہ کو یہ تنبیہہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اب ہمارے لئے ضبط سے کام لینا گناہ ہے۔ ورنہ کانگرس مر جائیگی۔ میں نے خدا کے بھروسہ پر یہ ذمہ واری اٹھائی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ مجھ میں طاقت بڑھ گئی ہے۔ ممکن ہے ہمیں انفرادی سول نافرمانی شروع کرنی پڑے۔

بمبئی ۔ ۱۵ ستمبر گاندھی جی نے اعلان کیا ہے۔ کہ میں وائسرائے ہند سے ملاقات کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اور ان سے کہوں گا۔ کہ پُرامن طریق پر جنگ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لئے تحریر و تقریر کی عام اجازت دے دیں۔

قاہرہ ۔ ۱۵ ستمبر ۔ رائل ایر فورس کا ایک اعلان مظہر ہے۔ کہ مشرقی لیبیا کے اڈوں پر شدید بم باری کی گئی۔ عمارتوں میں آگ لگ گئی۔ ایک جگہ ایسی آگ لگی۔ جو تیس میل سے نظر آتی تھی۔ مرکزی حبشہ کے ہوائی اڈوں پر بھی سخت بم باری کی گئی۔ عمارتوں میں آگ لگ گئی۔ اور ہینگر تباہ ہو گئے۔

لنڈن ۱۵ ستمبر ۔ رائل ایر فورس کے طیاروں نے کل بلجیم اور فرانس کے ساحلی اڈوں پر خوفناک اور لگاتار بم باری کی۔ پہلا حملہ کیلے پر کیا گیا۔ ڈنکرک پر بھی حملے ہوئے۔ میلوں تک آگ ہی آگ بھڑک رہی تھی۔ سرچ لائٹ سے آسمان روشن ہو گیا۔ اور توپوں کی گولہ باری نیز بموں کے پھٹنے سے انگلستان کا ساحل کانپ اٹھا۔

قاہرہ ۱۵ ستمبر ۔ بلقانی ملکوں میں جو تغیرات ہو رہے ہیں۔ ان کے پیش نظر یورپین ترکی کی سرحد پر فوجیں زیادہ کر دی گئی ہیں۔ درہ دانیال اور باسفورس پر نگرانی کڑی کر دی گئی ہے۔ اور اناطولیہ میں مزید بھرتی کی جا رہی ہے۔ ترکی سمندر میں جو فرانسیسی جہاز کھڑے تھے۔ ان پر سے فرانسیسی جھنڈا اتار کر برطانی جھنڈا نصب کر دیا گیا ہے۔ ترکی کا جنگی بیڑہ بھی ان کے دوش بدوش ہے۔

شملہ ۱۵ ستمبر ۔ ۲۴ ستمبر کو تین بجے بعد دوپہر مسٹر جناح وائسرائے سے ملیں گے۔

لنڈن ۱۷ ستمبر ۔ آج دارالعوام کا خفیہ اجلاس منعقد ہوا۔ مسٹر چرچل نے تقریر کی جس میں کہا۔ کہ برطانیہ پر حملہ کے لئے جرمن ہر روز ساحل فرانس پر جہاز کشتیاں اور فوجیں جمع کر رہے ہیں۔ یہ حملہ کسی لمحہ ہو سکتا ہے۔ جرمن ہائی کمانڈ کا یہ خیال کہ سول آبادی پر وحشیانہ بم باری کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ لوگ حکومت کو صلح پر مجبور کریں گے۔ حماقت ہے۔ اس وقت تک کے دو ہزار مرد بچے اور عورتیں ہلاک اور آٹھ ہزار زخمی ہو چکے ہیں۔ عین اجلاس کے دوران میں ہوائی خطرہ کا الارم ہوا۔ اور جرمن طیارے ایوان پارلیمنٹ پر پرواز کرتے رہے۔

لنڈن ۱۷ ستمبر بی۔بی۔سی نے اعلان کیا ہے۔ کہ انگلستان میں اس وقت ۱۷ ہزار اشخاص نظر بند ہیں۔ ان پر نازیوں سے ہمدردی کا شبہ ہے۔ ان میں کئی ایک عورتیں بھی ہیں۔

پشاور ۱۷ ستمبر ایک درجن قبائلی ڈاکو سرحد کو پار کر کے ضلع میانوالی میں داخل ہو گئے۔ اور کھنڈ بروالا ریلوے سٹیشن کے سٹیشن ماسٹر کو اغوا کر کے لے گئے۔

لنڈن ۱۷ ستمبر روم ریڈیو نے اعلان کیا ہے۔ کہ اطالوی فوجیں مصر میں لیبیا کی سرحد سے ساٹھ میل دور پہنچ گئی ہیں۔

لنڈن ۱۷ ستمبر ۔ بم باری کی وجہ سے جن لوگوں کے مکان اور سامان تباہ ہو چکا ہے۔ ان میں آج ملکہ معظمہ نے شاہی محل (ونڈسر کیسل) کا بہت سا سامان تقسیم کر دیا۔

واشنگٹن ۔ ۱۷ ستمبر امریکن گورنمنٹ اس تجویز پر غور کر رہی ہے۔ کہ برطانیہ کو کم سے کم تیس بڑے بڑے بمبار ہوائی جہاز مہیا کئے جائیں۔ جو تین ہزار میل تک سفر کر سکیں اور دور تک مار کر سکیں۔

لاہور ۔ ۱۷ ستمبر شہر میں نئی موٹر ٹرانسپورٹ سکیم نافذ ہو گئی ہے۔ باہر جانے والی لاریوں کے لئے پہلے قریباً دو درجن اڈے تھے۔ جو سب بند کر کے صرف چھ رکھے گئے ہیں۔

لنڈن ۱۷ ستمبر رومانوی گورنمنٹ نے حکم دیا ہے۔ کہ رومانیہ میں جو چھ ہزار غیر ملکی یہودی آباد ہیں۔ ان سب کو نکال دیا جائے گا۔ جو رومانوی شہری حقوق حاصل کر چکے ہیں۔ انہیں بھی نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔

لنڈن ۔ ۱۷ ستمبر جاپان کے اخبارات امریکہ کے نئے جنگی پروگرام پر بہت نکتہ چینی کر رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ اس کے پس پردہ جاپان کے خلاف جذبات کارفرما ہیں۔ اور جاپان یہ صورت برداشت نہیں کر سکتا۔

اعلان

مختلف محلہ جات میں قابل فروخت مکانات اور قطعات زمین موجود ہیں۔ ضرورتمند احباب ہم سے خط و کتابت کریں۔

نیز جنرل سروس کمپنی تعمیری عمارت کا کام بھی کرا رہی ہے۔ خواہشمند احباب شرائط تعمیر منگوا کر فیصلہ فرما دیں۔ والسلام۔ (منیجر جنرل سروس کمپنی)

۲۹ رمضان المبارک یاد رکھیں

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطبہ ۲ اگست اس پرچہ میں شائع ہو رہا ہے۔ جن احباب نے تحریک جدید کی قربانیوں میں حصہ لیا ہے۔ وہ خصوصیت کے ساتھ حضور کے اس ارشاد کو بغور پڑھیں۔ یہ خطبہ مومنوں کو جو اللہ تعالےٰ کی راہ میں اخلاص سے قربانی کرنے والے ہیں۔ جنت کی بشارت دینے والا ہے۔ مگر یہ بھی وہ سمجھ لیں۔ کہ یہ سال ششم کے آخری ایام ہیں۔ اس لئے وہ جنہوں نے سال کے آخر میں دینے کا وعدہ کیا ہے۔ یا جن کی ایک آدھ قسط رہنی ہے۔ یا وہ جن کی ادائیگی کا وقت کسی گذشتہ ماہ کا تھا۔ مگر وہ ادا نہ کر سکا۔ یا ایسے احباب جن کا وعدہ یہ ہے۔ کہ ۳۰ نومبر کے بعد سال ششم کا چندہ ادا کرنے کی آخری تاریخ ہے۔ دسمبر میں ادا کریں گے۔ یا بعض دسمبر کے بعد بھی ادا کرنے کی منظوری لے چکے ہیں۔ ایسے دوستوں کو خواہ وہ ہندوستان کے ہوں۔ یا بیرون ہند کے انہیں چاہیئے۔ کہ اگر وہ ۲۹ رمضان المبارک مطابق یکم نومبر اپنا وعدہ سو فی صدی مرکز میں پہنچا دیں۔ تو جہاں ان کو کچھ عرصہ پہلے دینے سے زیادہ ثواب ہو گا۔ وہاں ان کا نام ۲۹ رمضان المبارک کو جو دعاؤں کا خاص دن ہے۔ حضور کی بارگاہ میں بھی دعا کے لئے پیش کیا جائے گا۔ پس احباب اس خطبہ کو پڑھ کر جلد سے جلد اپنے وعدے کی رقم پوری کریں۔ مگر ۲۹ رمضان المبارک کے موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اللہ تعالےٰ احباب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ والسلام

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

تحریک جدید کا اعلان

بعض دوست غلطی سے تحریک جدید کے پرانے رجسٹرڈ Tahr کے پتہ پر تار ارسال کر دیتے ہیں۔ وہ مطلع رہیں۔ کہ اب تحریک کا پتہ رجسٹرڈ نہیں رہا۔ لہذا اب تار بھیجتے وقت صرف Tehrik Jadeed لکھنا کافی ہے۔ اس کا سابقہ رجسٹرڈ پتہ لکھنے پر تار دفتر میں نہیں پہنچ سکے گی۔

(انچارج تحریک جدید)

حیرت انگیز دوستوں کے شدید تقاضا پر رعایت

یہ کارخانہ دوستوں کے شدید تقاضا پر سال میں دو دفعہ رعایت دیا کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں اب یہ رعایت ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶ ستمبر سنہ ۱۹۴۰ء کو دی جا رہی ہے۔ اس لئے جو دوست ان تاریخوں پر اپنے خطوط ڈاکخانہ میں ڈالیں گے۔ انہیں حسب ذیل ادویہ نصف قیمت پر ملیں گی۔ اس سنہری موقعہ سے نہ صرف آپ خود ہی فائدہ اٹھائیے۔ بلکہ اپنے دوستوں کو بھی شامل کیجئے۔ کیونکہ بعد میں یہ سنہری موقعہ جلد میسّر نہ آسکے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوند۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھتے ہیں۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ نصف قیمت ایک روپیہ چار آنے محصولڈاک علاوہ۔

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے لہذا آپ کو بھی یہ موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کا موتی سرمہ استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا موتی سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا۔

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

کمزور کو زور آور اور زور آور کو شہ زور بنانا اس اکسیر پر ختم ہے اس کے استعمال سے کئی ناتوان اور گئے گزرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پا کر پُر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج سے ہی اس کا استعمال شروع کر دیں۔ نیز ملیریا بخار کو روکنے اور اس سے پیدا شدہ کمزوری کو دور کرنے کے لئے بھی یہ بے نظیر چیز ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے نصف قیمت دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ

ایک تجربہ کار ڈاکٹر کی رائے

جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب ایس۔ اے۔ ایس آئی۔ ایم۔ ڈی انڈین ملٹری ہسپتال کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میرے ایک دوست نے میری سفارش پر آپ کی ایجاد کردہ اکسیر البدن کا استعمال کیا۔ اور انہیں اس اکسیر سے بیحد فائدہ ہوا۔ جس کے لئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی۔ پی بھیجدیں۔

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں حسب ذیل مزید اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ یاقوت وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ بفضلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف ہاضمہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بے چینی۔ سستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ بفضل خدا بہترین اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت بیس روپے نصف قیمت دس روپے محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۷۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب حالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض کو جس کی عمر ۷۵ سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔ اور جس کو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی۔ استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے"۔ اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اس کی مصیبت کو سمجھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو۔ زیادہ سے زیادہ چودہ روز کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے نصف قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج سے ہی اس کا استعمال شروع کر دیں۔ جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے۔ اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے۔ ایک روپیہ نصف قیمت آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہیں۔ اس کے ہر قطرہ میں آبحیات اور ہر مرض کے لئے اکسیر ہے۔ اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد گنٹھیا کے درد۔ عرق النساء کے درد۔ قولنج کے درد۔ جگر کے درد۔ گھٹنوں کے درد غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کے لئے تیر بہدف ہے۔ ناسور۔ جلے ہوئے آبلوں۔ تلی بخار۔ ہیضہ۔ بدہضمی کے لئے تریاق قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے نصف قیمت ایک روپیہ دو آنے محصولڈاک علاوہ۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بے نظیر تحفہ مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بے چینی گھبراہٹ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ ان کے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دے گا۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے۔ نصف قیمت دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باؤ گولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں جی کا متلانا۔ اسہال ریاح۔ کھانسی دمہ کے لئے تیر بہدف ہے۔ دودھ۔ گھی۔ مکھن۔ بالائی۔ انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ۔ حافظہ ذہن کو تقویت دینے کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ قیمت دو روپے نصف قیمت ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ اور یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ قبض تمام بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو۔ تو تمام گھر کی فضاء اس قدر خراب ہو جاتی ہے۔ کہ ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہی حال اب معدہ کا سمجھیئے۔ اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے۔ اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے یہ قبض کشا گولیاں کیا ہیں۔ گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایک سو گولی کی قیمت دو روپے نصف ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بُری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلاویں گی۔ قیمت ڈیڑھ صد گولی دو روپے نصف قیمت ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ

اکسیر دمہ

اگرچہ بیماری تو ہر ایک ہی تکلیف دہ ہے۔ مگر دمہ سے تو خدا کی پناہ۔ یہ انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک بشر کو اس موذی مرض سے بچائے۔ ہم نے بڑے تجربہ کے بعد "اکسیر دمہ" نامی دوا تیار کی ہے۔ جو خدا کے کرم سے دو ہفتہ کے استعمال سے اس بیماری سے چھٹکارا کرا دیتی ہے۔ قیمت تین روپے نصف قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر بچگان

یہ دوا چھوٹے بچوں کے لئے واقعی اکسیر ہی ہے۔ اسی لئے اس کا نام "اکسیر بچگان" رکھا گیا ہے۔ اسہال ہر قسم ہیچش اور بچوں کے سوکھا پن وغیرہ کیلئے یہ دوا بفضل خدا تیر بہدف ہے۔ سبز رنگ کے اسہال اور سوکھا پن وغیرہ سے اکثر بچے ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہ دوا ان عوارض کے لئے تریاق ہے۔ اور پھر بڑی عمر والوں کے لئے بھی اسہال اور پیچش وغیرہ میں یہ بہت مفید ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے نصف قیمت ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ۔

بال اڑانے کی خوشبودار دوائی

اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بہ صفائی کمال جڑھ سے دور ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی شیشی آٹھ آنے نصف قیمت چار آنے محصولڈاک علاوہ

مچھر پروف

جس کی خوشبو سے مچھر بھاگ جاتا ہے۔ دو اونس کی شیشی کی قیمت ایک روپیہ چار آنے نصف قیمت دس آنے محصولڈاک علاوہ۔

تریاق درد گردہ

درد گردہ بہت تکلیف دہ بیماری ہے۔ اس کی بیخ کنی کے لئے یہ بہترین دوا ہے۔ قیمت دو روپے رعایتی قیمت ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ

ست سلاجیت خالص

نزلہ۔ زکام۔ کھانسی۔ دمہ اور عام کمزوری کے لئے مسلمہ چیز ہے۔ قیمت ایک چھٹانک ایک روپیہ چار آنے چھٹانک سے کم روانہ نہ ہوگی۔ محصولڈاک علاوہ۔

طلائے بے نظیر

جسے اپنی بے نظیر خوبیوں کی وجہ سے سب طلاؤں کو مات کر دیا ہے تجربہ بہترین شاہد ہے۔ قیمت ایک تولہ دو روپے آٹھ آنے رعایتی قیمت ایک روپیہ چار آنے۔ محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:- مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

اللہ بخش اسٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء الرحمٰن مولوی فاضل پرنٹر چھپا کر مرزا ... ایڈیٹر و پبلشر نے دفتر الفاروق قادیان سے شائع کیا